رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

THE ALHAKAM, WEEKLY, QADIANPUNJAB

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد (الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ہفتہ وار

دور جدید

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار جس کو
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیسے دیگر آدمے دیگر

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

مدیر اعلیٰ
شیخ یعقوب علی
تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول
شیخ محمود احمد
عرفانی (مجاہد مصری)

چندہ
والیان ریاست سے ۱۰ر
رؤسا و امراء سے صمہ
معاونین سے عمہ
عوام سے صمہ
ممالک غیر سے ۳ر

مدینۃ المسیح
قادیان دار الامان سے
ہر انگریزی مہینہ کی ۷ ر ۱۴ ر ۲۱ ر ۲۸ تاریخ کو
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے

جلد ۳۷ | قادیان - ۱۴ ر ستمبر ۱۹۳۴ء مطابق ۴ ر جمادی الآخر ۱۳۵۳ھ یوم جمعہ | نمبر ۳۳

الحکم کے اجراء پر

حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ بنصرہ کا اظہار مسرت بذریعہ مکتوب مبارک

مکرمی شیخ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ معلوم کر کے بیحد خوشی ہوئی ہے کہ آپ الحکم کو پھر جاری کرنے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ برکت دے اور ارادہ کی تکمیل کے سامان پیدا کر دے۔ (آمین ثم آمین)

الحکم سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار ہے اور جو موقع خدمت کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اسے اور بدر کو ملا ہے وہ کروڑوں روپیہ صرف کر کے بھی اور کسی اخبار کو نہیں مل سکتا۔

میں کہتا ہوں کہ الحکم ظاہری صورت میں زندہ رہے۔ یا نہ رہے۔ لیکن اس کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ ہے کوئی مہتم بالشان کام اس کا ذکر کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ تاریخ سلسلہ کا حال ہے۔ لیکن دل یہی چاہتا ہے کہ الحکم جس کا نام ہی بتا رہا ہے۔ کہ ابتدائے ایام سے سلسلہ کے افراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا درجہ سمجھتے تھے اپنی ظاہری صورت میں بھی زندہ رہے۔

خدا تعالیٰ آپ کو اور آپ کی نسل کو اس کی خدمت کی توفیق دیتا رہے۔ اللّٰہم آمین

خاکسار
مرزا محمود احمد

دار الامان کا ہفتہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت عام طور پر اس ہفتہ اچھی رہی۔ ان دنوں حضور کی توجہ مقامی اصلاح کی طرف مبذول ہے۔

(ا) لوکل کمیٹی کا نظام بالکل بدل دیا ہے۔ قادیان میں مختلف کمیٹیاں قائم کر دی ہیں اور ہر کمیٹی کا حلقہ مسجد کے حلقے کے نام سے ہے۔ جن محلہ جات میں مسجدیں نہیں ہیں وہاں جلد مساجد بن جانے کی توقع ہے

(ب) اسیطرح دوکانداروں کی اصلاح کی طرف حضور نے توجہ فرمائی ہے اور اب توقع کی جاتی ہے کہ عمدہ اور سستا مال لوگوں کو مہیا ہو سکے گا۔

(ج) اسی طرح مہمانوں کے متعلق حضور نے ہدایات جاری فرمائی ہیں۔ ان ہدایات پر عمل کرنے سے مہمان نوازی کی سوح جماعت میں ترقی کرے گی۔

(د) نیز انسداد بیکاری کے لئے حضور کو سخت توجہ ہے اور حضور قادیان سے جلد بیکاری کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کی عمر میں برکت دے تاکہ جماعت زیادہ سے زیادہ مستفید ہو سکے۔

(۲) حضرت ام المومنین متعنا اللہ بطول حیاتھا اور دیگر تمام خاندان نبوت خدا تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں

(۳) قادیان کی معزز خواتین کا وفد

قادیان کی معزز ہندو خواتین کا ایک وفد زیر سرکردگی والدہ پنڈت دولت رام صاحب سابق ممبر سمال ٹون کمیٹی حضرت ام المومنین اور مرزا گل محمد صاحب اور حضرت میرزا شریف احمد صاحب کی کوٹھی پر مبارکباد پیش کرنے کے لئے گیا معزز ہندو خواتین ان ملاقاتوں سے بیحد مسرور واپس آئیں۔

بارش ۷ ر ستمبر بروز جمعہ عین خطبہ کے وقت شدید بارش ہوئی۔ کچھ دیر انتظار کی گئی کہ بارش بند ہو۔ مگر نہ ہوئی تب حضرت نے فرمایا کہ لوگ بہادر ہیں اور بارش میں نماز پڑھ لیں۔ تب فوراً اسی بارش میں صفیں درست ہو گئیں اور نہایت اطمینان و سکون سے شدید بارش میں نماز جمعہ اور عصر جمع ادا کی گئی۔

دعوت ولیمہ مرزا گل محمد صاحب رئیس قادیان کے ولیمہ کی تقریب تھی۔ حضرت اقدس اور تمام ممبران اہل بیت نے شمولیت فرمائی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب بنفس نفیس اپنے ہاتھ سے مہمان نوازی فرما رہے تھے۔

تعلیمی خبریں

جناب شیخ عبد الرحمان صاحب مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ کی صاحبزادی محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ لاہور ٹریننگ کالج میں داخل ہو گئی ہیں۔ آپ قادیان کی پہلی گریجویٹ ہیں۔ جو بی ٹی کے لئے داخل ہو رہی ہیں۔

صاحبزادہ عبد المنان صاحب خلف الرشید حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے علی گڑھ کالج میں عربی کے مقابلہ کا امتحان دیا اور اول نمبر آئے اب علی گڑھ سے ان کو عربی کا وظیفہ دیا جائے گا۔ یہ علمی کامیابی بھی باعث صد مسرت ہے۔

مبلغین کلاس میں آٹھ میں سے تین طلباء اعلیٰ نمبروں پر کامیاب ہوئے جن کے اسماء مولوی یہ ہیں:- ملک محمد عبد اللہ صاحب۔ مولوی محمد شریف صاحب۔ مولوی احمد خاں صاحب

صاحبزادگان حضرت میرزا ناصر احمد و میرزا سعید احمد صاحب کی لندن کو قادیان سے روانگی

چلچلاتی دھوپ میں بہت بڑا اجتماع۔ پرجوش اخلاص کا نظارہ

پُرنم آنکھوں سے الوداع

۱۱ر ستمبر کے دن حضرت صاحبزادہ میرزا ناصر احمد صاحب خلف الرشید حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور صاحبزادہ میرزا سعید احمد صاحب خلف الرشید جناب میرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے۔ کی روانگی کیلئے مقرر تھا۔ اتفاق سے اس سے قبل گذشتہ دو تین دن سے سخت دھوپ پڑ رہی تھی۔ اور اس دن تو دھوپ میں چند منٹ کھڑا ہونا از حد پریشان کن تھا تین بجے کے بعد قادیان کے اسٹیشن سے گاڑی چلتی ہے۔ ظہر کی نماز کے بعد قادیان کے ہر طرف سے احباب۔ بڈھے۔ جوان۔ بچے۔ مستورات اسٹیشن کی طرف کھنچے چلے جا رہے تھے۔ اور کسی کو بھی دھوپ کا ایک ذرا بھی خیال محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ احمدی دوکانداروں نے اس تقریب میں شریک ہونے کے لئے دوکانیں بند کر دی تھیں۔ اسٹیشن پر اتنا بڑا اجتماع تھا۔ کہ ایک بہت بڑا مجمع سخت دھوپ ہی میں کھڑا تھا۔

خاندانِ نبوت کے تمام ممبر چھوٹے بڑے سب اسٹیشن پر موجود تھے۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ بنفسِ نفیس اپنے لختِ جگر اور اپنے دوسرے عزیز کو خدا حافظ کہنے کے لئے موجود تھے۔

حضرت ام المومنین متعنا اللہ بطول حیاتھا بھی اپنے پیارے بچوں کو دعا دینے کے لئے تشریف لائی ہوئی تھیں۔

میں لوگوں کے چہروں پر جدائی کا رنج اور صدمہ محسوس کر رہا تھا۔

صاحبزادگان کے سینے بہت سے ہاروں سے مزین تھے۔ ان کے چہرے رشد اور معصومیت کی تصویریں تھے۔

صاحبزادگان نے اسٹیشن کے بیرونی برآمدے میں سینکڑوں انسانوں کے مجمع سے ہاتھ ملایا۔ اور بعض سے معانقہ بھی فرمایا۔

گاڑی روانہ ہونے سے پندرہ منٹ قبل حضرت اقدس نے دونوں صاحبزادوں کو پاس کھڑا کر کے ایک لمبی دُعا فرمائی۔ دعا میں اکثر لوگوں کی آنکھیں پُرنم تھیں۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح ایدہُ اللہ کی آنکھوں میں بھی نمی آئی ہوئی تھی۔ دُعا کے بعد حضور نے اپنے لختِ جگر کو اپنے سینے سے لگایا۔ اور پہلے دائیں طرف اور پھر بائیں طرف لمبا معانقہ فرمایا۔ معانقہ کے بعد صاحبزادہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہُ اللہ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک کو بوسہ دیا۔ یہ منظر کیسا دلفریب تھا۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ میری قلم اس نظارے کی تصویر کھینچنے سے قاصر ہے۔ پھر اسی طرح میرزا سعید احمد صاحب سے معانقہ فرمایا۔ اور معانقہ کے بعد میرزا سعید احمد صاحب نے بھی حضور کے دستِ مبارک کو بوسہ دیا۔

تمام جماعت کی دعاؤں اور بہترین تمناؤں کے ساتھ حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ حضرت میرزا شریف احمد صاحب۔ جناب میرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے۔ جناب سید محمود اللہ شاہ صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ میرزا گل محمد صاحب رئیس اور بہت سے دوست امرتسر تک تشریف لے گئے۔ گاڑی اللہ اکبر کے نعروں کے ساتھ رخصت ہوئی۔

بہت سے احباب فرطِ اشتیاق سے گاڑی کے ساتھ دور تک دوڑتے رہے۔ اور اس عرصہ میں ذرا بھی کسی نے یہ محسوس نہ کیا کہ ہم دھوپ میں کھڑے ہیں یا گرمی پڑ رہی ہے۔

ہماری دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ دونوں صاحبزادگان کو بخیریت اور یُمن و اقبال اور ہر طرح کی برکات سے مالا مال کر کے لائے۔ آمین۔

یہ لکھ دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ کہ صاحبزادہ سعید احمد میرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے کے صاحبزادے اور حضرت میرزا سلطان احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں

بسفر رفتنت مبارکباد۔

بسلامت روی و باز آئی

دہلی کے اسٹیشن پر صاحبزادگان کو الوداع

جماعت احمدیہ دہلی نے صاحبزادگان حضرت میرزا ناصر احمد صاحب اور صاحبزادہ میرزا سعید احمد صاحب کا استقبال کیا۔ جناب شیخ خادم حسین صاحب نیاز نے لطیف پیشکش پیش کی۔ اور اب الحکم کے ذریعہ شائع کر کے تمام جماعت کے ہاتھوں میں پہونچایا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

اے نبیرۂ مہدیٔ مسعود
قرۃ العین حضرت محمود
متقی۔ باحیا و عالی وقار
ابن ابنِ مسیح ذوالاقتدار
فاضل و حافظ قرآنِ مجید
عامل و عاشقِ کلام حمید
اے یکے از نشانہائے قدیر
جلوۂ از جمال ربِّ بشیر
مرحبا۔ فخر آل فارسیاں
راحتِ قلب جملہ احمدیاں
آپ کے ساتھ آپ کے ہیں رفیق
میرزائے سعید شاب لئیق
ہو مبارک بہ عزم انگلستاں
ربِّ احمد ہو آپ پر نگراں
میرزا ایک سے ہزار ہوئے
نصرتِ حق سے کامگار ہوئے
اب تو دشمن بھی آئینہ سا ہیں
چاہتے کیا تھے دیکھتے کیا ہیں؟
از شما طالبِ عطا ہستم
یعنی من سائلِ دُعا ہستم
من دُعا گو نیاز صحرائی
بسلامت روی و باز آئی

لدھیانہ میں حضرت صاحبزادہ میرزا ناصر احمد صاحب کو الوداع

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب و صاحبزادہ میرزا سعید احمد صاحب کو "الوداع" کہنے کیلئے احباب جماعت لدھیانہ نے رات کے بارہ بجے سٹیشن لدھیانہ پر جو اخلاص کا نمونہ پیش کیا۔ وہ قابلِ داد ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ماشاء اللہ ایک اخلاقِ مجسم ہیں۔ ہمارے محترم امام کا نورِ نظر رات بارہ بجے بذریعہ فرنٹیر میل اپنے سفر ولایت کیلئے لدھیانہ وارد ہوگا۔ علاوہ احباب لدھیانہ کے مالیر کوٹلہ سے محترمہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ معہ صاحبزادہ میاں مسعود احمد خان صاحب تشریف لے آئی تھیں۔ سید عنایت علی شاہ صاحب صوفی جو حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے صحابی ہیں وہ بھی موجود تھے گاڑی کے پہونچتے ہی جماعت کے دوستوں نے صاحبزادہ صاحب کا استقبال کیا۔ سب سے پہلے خاکسار نے پھولوں کے ہار دونوں کو معانقہ کے بعد پہنائے۔ مرزا صاحبزادہ ناصر احمد صاحب حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں تشریف لائے۔ جو ویٹنگ روم میں موجود تھیں۔

بیگم صاحبہ مکرمہ نے بھی حضرت مرزا ناصر احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا سعید صاحب کے گلے میں ہار ڈالے۔ مولوی شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل جو آجکل عارضۃً شملہ میں تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کی طرف سے دونوں صاحبزادگان کے گلے میں خاکسار نے ہار ڈالے۔ اور حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کو گلے لگایا اور ایک ریشمی رومال جس پر خاکسار کی خالہ زاد ہمشیرہ نے خوبصورت حروف میں دُعا کا طالب مبارک احمد" کشید کئے تھے۔ میاں ناصر احمد صاحب کی خدمت...

میں پیش کیا جو بخوشی قبول کیا گیا۔ خاکسار [illegible] سیکرٹری انجمن احمدیہ لدھیانہ

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

حضرت حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک کی روایات

نمبر (۲)

(۹)

حافظ صاحب بیان کرتے ہیں کہ :-

ہم جب کبھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے تو کبھی گنّے یا گڑ کی روڑی بنا کر تحفہ کے طور پر لایا کرتے تھے۔ کبھی رس کی کھیر۔ ایک دفعہ آپنے فرمایا کہ سرسوں کی گندلیں ہوں تو بھیجیں۔ گوشت میں ڈال کر پکاتے ہیں تو اچھا ہوتا ہے۔ اسوقت فیض اللہ چک میں ہم تین اشخاص تھے جو آپکے معتقد تھے۔ میں اور حافظ نبی بخش صاحب۔ اور منشی برکت علی صاحب پٹواری جو حلقہ تتلہ میں تھے۔ حضرت اقدس کے اس ارشاد پر ہم گندلیں لائے۔

نوٹ :- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرۃ کا گہرا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے بعض دوستوں میں بے تکلف ہوتے تھے۔ بلکہ آپنے فرمایا کہ ہمارے بعض احباب ایسے ہوتے ہیں کہ ہم کو ان سے کوئی حجاب نہیں آتا ہے۔ اس ابتدائی عہد میں حافظ نور محمد صاحب جیسے لوگ بے تکلف اور بے حجاب احباب میں سے تھے۔ اس قسم کے دوستوں کو آپ بعض معمولی چیزوں کے لئے بھی ارشاد فرما دیا کرتے تھے۔ اور در اصل آپ تربیت کرتے تھے۔ چودھری رستم علی خان صاحب سے خصوصیت سے بہت تعلق تھا۔ اور میں اپنے وقت پر بتاؤں گا کہ کسطرح چھوٹی چھوٹی اور معمولی اشیاء کے لئے آپ کو ہدایات جاری فرماتے تھے۔ ساگ کی قسم آپ کی مرغوبات میں سے تھی کرم کا ساگ بھی پسند تھا۔ (عرفانی)

(۱۰)

اس ابتدائی زمانہ میں ہم نے عرض کی کہ حضور ہم نے کبھی کسی کی بیعت نہیں کی ہم حضور کی بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ آپنے فرمایا

مجھے کوئی حکم نہیں اور نہ ہی ضرورت ہے

نیکوں کی صحبت ہی بیعت ہوتی ہے۔ اسکے کچھ عرصہ بعد آپ کو الہام ہوا

اذا عزمت فتوکل علے اللہ واصنع الفلک باعیننا ووحینا ان الذین یبایعونک یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم یعنی جب تو نے اس خدمت کے لئے قصد کر لیا تو خدا تعالیٰ پر بھروسہ کر اور یہ کشتی ہماری آنکھوں کے روبرو اور ہماری وحی سے بنا جو لوگ تجھ سے بیعت کرینگے وہ تجھ سے نہیں۔ بلکہ خدا سے بیعت کریں گے۔ خدا کا ہاتھ ہوگا جو ان کے ہاتھ پر ہوگا۔

غرض خدا تعالیٰ کی متواتر وحی کے بعد آپنے بیعت کے لئے اعلان کیا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے بیعت لینے کا حکم دیا ہے جو صاحب بیعت کرنا چاہیں وہ استخارہ مسنونہ کریں۔ پھر میں اشتہار کے ذریعہ تاریخ مقرر کرکے بلواؤں گا۔ پھر لودہانہ سے آپنے بیعت لینے کا اعلان کیا۔ جو لوگ وہاں حاضر ہو سکتے ہیں حاضر ہو جاویں۔ ہم وہاں نہیں جا سکے۔ جب آپ تشریف لائے تو ہم نے بیعت کر لی۔

نوٹ :- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان ابتدائی ایام میں جو شخص بھی بغرض استفادہ سعادت ملاقات حاصل کرتا اور چند روز تک اسے آپکے حضور رہنے کا موقعہ ملتا تو آپسے بیعت کی درخواست کرتا مگر آپنے ہمیشہ ان سب کو یہی جواب دیا کہ **میں بیعت لینے کے لئے مامور نہیں ہوں**۔ یہ روایت متعدد آدمیوں کی ہے اور میں نے ہمیشہ اس کو شائع کیا۔ بلکہ آپکے مکتوبات میں بھی یہ امر موجود ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مامور کیا تو آپ نے اعلان بیعت فرمایا۔ اس کے لئے سب سے پہلا اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو شائع فرمایا جس میں بیعت کے لئے حق کے طالبوں کو بلایا۔ اس کے بعد ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو آپنے ایک اعلان "تکمیل تبلیغ" کے عنوان سے مصطفائی پریس لاہور میں چھپوا کر شائع کیا اور شرائط بیعت بیان فرمائیں۔ بیعت کے لئے حکم آپ کو مارچ ۱۸۸۸ء میں ہوا تھا۔ تاخیر اشاعت کی وجہ آپ نے خود بیان فرمائی ہے کہ :-

> "اس عاجز کی طبیعت اس بات سے کراہت کرتی رہی کہ ہر قسم کے رطب و یابس لوگ اس سلسلہ میں داخل ہو جائیں اور دل یہ چاہتا رہا کہ اس مبارک سلسلہ میں وہی مبارک لوگ داخل ہوں جن کی فطرت میں وفاداری کا مادہ ہے۔ اور جو کچے اور سریع التغیر اور مغلوب الشک نہیں ہیں۔ الاخرہ" (اشتہار ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء)

اس اعلان کے بعد ۴ر مارچ ۱۸۸۹ء سے ۲۵ر مارچ ۱۸۸۹ء تک آپنے لودہانہ محلہ جدید حضرت منشی احمد جان صاحب رضی اللہ عنہ کے مکان میں بیعت لی۔ اب یہ مکان **دار البیعت** کے نام سے صدر انجمن احمدیہ کے قبضہ میں ہے اور وہاں جماعت احمدیہ لودہانہ تعمیر مسجد کی فکر میں ہے (عرفانی)

(۱۱)

اسی ابتدائی زمانہ کی بات ہے کہ جب ہم حضرت کے پاس آیا کرتے تھے۔ اسوقت مقلد اور غیر مقلد کی بحث چھڑی ہوئی تھی اور فاتحہ خلف الامام اور آمین بالجہر اور رفع الیدین کی بابت جھگڑے ہوتے تھے۔ آپسے جب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ مسائل احادیث تواتر سے ثابت ہیں۔ اس زمانہ میں ہمارے گاؤں میں ایک مولوی صاحب آئے تھے۔ جو مقلدین میں سے تھے انہوں نے ہمارے گاؤں میں وعظ کیا کہ تم نے غیر مقلدوں کے پیچھے جو نمازیں پڑھی ہیں اب ضائع ہو گئی ہیں۔ ان کو پھر دوہراؤ۔ اسوقت تمام لوگ ہم سے نمازوں میں الگ ہو گئے۔ میرے والد صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم نے اپنا بیٹا مسلمان بنانے کے لئے آپ کے پاس بھیجا تھا اس کو ایک مولوی صاحب نے کافر بنا دیا۔ حضرت اقدس نے میرے والد صاحب کو ایک فتویٰ لکھ دیا کہ جو شخص فاتحہ خلف الامام اور آمین بالجہر اور رفع الیدین کرنے والے کو کافر کہتا ہے از روئے حدیث امام ابو حنیفہ کے نزدیک وہ خود کافر ہے۔

نوٹ :- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقلدین اور غیر مقلدین کے جھگڑوں میں کوئی حصہ مباحثات کے رنگ میں نہیں لیا۔ لیکن آپسے اگر مسائل متنازعہ کے متعلق کبھی دریافت کیا گیا تو حق پیش کر دیا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی سے اس کے ابتدائی ایام میں لوگوں نے باصرار آپ کو مباحثہ کے لئے بلایا۔ مگر آپ نے حق کو ان مسائل میں مولوی محمد حسین کے ساتھ پایا اور اسکو ظاہر کر دیا اور مباحثہ کو ترک کر دیا۔ آپ فاتحہ **خلف الامام** پر ہمیشہ زور دیتے تھے۔ مگر آمین بالجہر اور رفع الیدین پر کبھی زور نہیں دیا۔ اور اگر کوئی کرتا تو اس کے عمل پر کبھی اعتراض نہ خود کیا۔ اور نہ کسی کو کرنے دیا۔ آپ آمین بالجہر اور رفع الیدین غیر مقلدین کے اشتداد کے طریق پر نہ کرتے تھے

فتویٰ جو حافظ صاحب فرماتے ہیں اسکا مطلب یہی ہے کہ جو شخص کسی مومن مسلمان کو کافر کہتا ہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ (عرفانی)

(۱۲)

ایک مرتبہ ہم نے حضرت صاحب سے ایک مسئلہ دریافت کیا کہ اگر آدمی وضو کے بعد اپنی پیشاب گاہ کو ہاتھ لگائے تو کیا اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کوئی بات نہیں وہ بھی بدن کا **ایک ٹکڑا** ہے۔ اسوقت لوگ ہم سے موحد ہونے کی وجہ سے اعتراض کیا کرتے تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ تم ان کو کہا کرو کہ ہم **حضرت شیخ عبد القادر جیلانی** رضی اللہ عنہ کا مذہب رکھتے ہیں وہ بھی موحد تھے اور فرمایا تم ان کو **غنیۃ الطالبین** پڑھ کر

پڑھ کر سنایا کرو۔ جو کہ شیخ عبد القادر جیلانی کی فقہ کی کتاب ہے۔ میرے والد نے موضع بھٹیاں سے **غنیۃ الطالبین** منگوائی۔ مگر افسوس ہے وہ فارسی میں تھی اور ہم میں کوئی فارسی جانتا نہ تھا۔ بعد میں اردو کی کتاب بھی مل گئی۔ ہم نے اس کو خوب مطالعہ کیا اور اس سے ثابت ہو گیا کہ شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب تھا۔

نوٹ :۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسندیدہ کتابوں میں **غنیۃ الطالبین** **فتوح الغیب** بھی ہیں۔ آپ انکے پڑھنے کے لئے اکثر اپنے اُن احباب کو مشورہ دیتے جو کتابوں کے متعلق سوال کرتے **مسائل** کے حل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریق نہایت سادہ اور عام فہم ہوتا تھا۔ اور در حقیقت آپ ہی نے آکر **الدین یسر** کی حقیقت سمجھائی۔ اس سوال سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے کے لوگ کس قسم کے مسائل میں کج بحثیاں کرتے تھے۔ جن کو نہ روحانیت سے کوئی تعلق تھا نہ تہذیب نفس سے۔ اس قسم کے حالات ہی بتاتے تھے کہ **اب وقت آگیا ہے جو خدا تعالیٰ اپنا مامور نازل کرے**۔ چنانچہ حضرت کی بعثت ہوئی۔ آپ نے اس قسم کے تمام جھگڑوں کے تخیل اور رَو ہی کو بدل دیا۔

(۱۳)

حافظ صاحب کہتے ہیں کہ اسی ابتدائی زمانہ میں ایک اور بات اور بھی ہے۔ ابھی میں نے حضرت اقدس کی ملاقات بھی نہیں کی تھی میں بکثرت درود شریف پڑھا کرتا تھا۔ اس نیت سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو۔ چنانچہ میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ میں اپنے گاؤں سے مشرق کی جانب گیا ہوں تو میں نے جنگل میں ایک مسجد دیکھی اس عید الاضحیٰ کی نماز ہو رہی تھی۔ میں بھی اس جماعت میں شامل ہو گیا۔ امام کے متعلق کسی نے کہا کہ یہ **شیخ عبد القادر جیلانی** رضی اللہ عنہ تھے۔ اس مسجد کے صحن میں ایک قبر تھی۔ اس خواب کی تعبیر دس بارہ برس کے بعد ظاہر ہوئی جبکہ میں قادیان آیا تو مسجد میں میں نے قبر دیکھی۔ جو حضرت اقدس کے والد ماجد کی ہے اور شیخ عبد القادر جیلانی سے حضرت اقدس مراد تھے اور ابھی آپ نے دعوےٰ نہیں کیا ہوا تھا۔

نوٹ :۔ حضرت اقدس کی صداقت کے لئے ایک آسمانی شہادت یقین کر کے میں نے اس واقعہ کو حضرت اقدس کی سیرۃ کے سلسلہ میں درج کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام خدا تعالیٰ کی وحی میں **عبد القادر** آیا ہے۔ ایک شخص جو آپ سے واقف نہیں۔ اور آپ خود بھی اسوقت ایک قسم کی گمنامی میں تھے۔ وہ خواب دیکھتا تھا۔ اور جب اس خواب کی عملی صورت نمایاں ہوتی ہے تب اس کو سمجھ آتی ہے **ھذا تاویل رؤیای** حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسی مناسبت کی وجہ سے حضرت سید عبد القادر جیلانی کی تالیفات سے بھی دلچسپی ہوئی اور **فتوح الغیب** کے بعض نازک اور اہم مقامات کی آپ نے تشریح کر کے اس علم لدنی کا ثبوت دیا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا تھا۔ (عرفانی)

(۱۴)

اسی سلسلہ میں حافظ صاحب کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہم نے خواب میں دیکھا کہ شیخ عبد القادر صاحب جیلانی آئے ہیں اور انھوں نے پانی گرم کرا کے مجھے غسل دیا ہے اور پوشاک پہنائی ہے۔ گول کمرے کے نزدیک دروازے میں سیڑھیاں تھیں ان میں سے نیچے اوتر کر کہنے لگے آؤ تم اور ہم برابر کھڑے ہو کر دیکھیں کہ ہم اور آپ برابر ہیں یا نہیں آپ میرے دائیں طرف کھڑے ہوئے۔ میرا مونڈھا اور کان آپ کے کان اور مونڈھے کے برابر آیا (یعنی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ)

نوٹ خواب کی تعبیر ظاہر ہے اور حضرت کی مماثلت کا نمایاں اظہار (عرفانی)

(۱۵)

ایک مرتبہ حضرت اقدس نے فرمایا کہ :۔

اس میں شک نہیں کہ **شیخ عبد القادر جیلانی** رضی اللہ عنہ بڑے اعلےٰ بزرگوں میں سے گذرے ہیں۔ مگر ان کی نسبت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی پیشگوئی نہیں ہے۔ لیکن آنے والے مسیح و مہدی کی پیشگوئیاں ہیں بلکہ آپ نے اپنا سلام بھیجا ہے۔ یہ بھی آپکے دعوے سے پہلے کی بات ہے۔

نوٹ :۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام کی عظمت کا یہ بھی ایک پہلو ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپکے متعلق بالتفصیل پیشگوئیاں فرمائی ہیں۔ اور آپ کو اپنا سلام بھیجا۔ اور آپ کی آمد کو اپنی اور بعثت قرار دیا۔ اور شدت تعلق کا اظہار اس سے فرمایا کہ اپنی محبت میں دفن ہونے کا بھی ارشاد فرمایا۔ جس کو احمقوں نے غلط پیرایہ میں سمجھا (عرفانی)

(۱۶)

ابتدائی زمانہ میں جب ہم آتے تھے تو **حافظ نبی بخش صاحب** نے ایک روز میرے متعلق کہا کہ حضور حافظ صاحب کا میٹھا کھانے کو دل چاہتا ہے تو حضور نے اپنے ایک خادم احمد بیگ کو کہا کہ جاؤ گڑ اکے دار ریوڑیاں لاؤ۔ چنانچہ وہ لے آیا۔ آپ بھی کھاتے تھے اور ہمکو بھی کھلاتے تھے۔

(**نوٹ**) حضور اپنے مخلص احباب اور خدام کے ساتھ نہایت بے تکلف تھے۔ اور ان کو کھلا کر خوش ہوتے۔ ریوڑیاں حضرت کو پسند تھیں۔ بعض لوگ اس حقیقت سے واقف نہیں ہیں۔ حضرت کو کثرت پیشاب کی شکایت تھی۔ بار بار پیشاب آتا ہے۔ اور ریوڑیاں چونکہ تلوں میں بنتی ہیں وہ مفید سمجھی جاتی ہیں۔ حضرت بطور علاج استعمال فرمایا کرتے تھے۔ عام طور پر مہمانوں کے متعلق دریافت کرلیا کرتے تھے کہ وہ کیا کھائینگے۔ خصوصًا ایسے مہمان جو پنجاب سے باہر سے آئیں۔ (عرفانی)

(۱۷)

حافظ صاحب کہتے ہیں کہ میں اس زمانہ میں نوجوان تھا۔ مگر میری کمر اور ٹانگوں میں درد تھی۔ میں نے آپ سے ذکر کیا۔ آپ اپنے پرانے گھر سے سونٹھ۔ گڑ۔ اور گھی ڈال کر سنڈھولا بنوا کر لائے اور کہا کہ اسے کھایا کرو اور پھر فرمایا کہ تم ایارج فیقرا کھایا کرو اور آپ نے بڑی تعریف کی کہ **بلغمی مزاج کے لوگوں کے لئے بہت اچھی دوا ہے**۔

(**نوٹ**) یہ واقعہ بھی حضرت کی اپنے احباب کے لئے ہمدردی اور دلسوزی کی بہترین مثال ہے۔ پرانے گھر سے مراد وہی گھر ہے جس میں حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم رہتے تھے اسوقت وہی گھر تھا۔ اور سب کھانا وغیرہ وہاں سے آتا تھا۔ پھر الگ ہو گیا۔ ابتدائی زمانہ کی باتیں ہیں۔ مگر ایک قابل غور بات یہ ہے کہ حضرت اپنے لئے کوئی اہتمام نہیں کیا کرتے تھے۔ کبھی کسی قسم کی فرمائش نہ کرتے جو کچھ گھر سے آجاتا وہ اپنے وابستگان میں تقسیم کر دیتے اور جو بچ جاتا حصہ رسدی کھا لیتے۔ بلکہ بعض اوقات وہ بھی تقسیم کر دینا پڑتا تھا۔ اور آپ صرف بھنے ہوئے چنوں پر گذارہ کر لیتے۔ یا کبھی ایک پیالی چائے پر۔ آپ کی سیرۃ کے یہ اسرار ہیں۔ بیمار دوست کی تیمارداری اور اسکے علاج کے لئے آپ اسقدر بے قرار ہوتے تھے کہ ایک دنیا دار حیران ہو جاتا۔ غرض حافظ صاحب کی بیماری میں دوائی کے طور پر جس چیز کی ضرورت ہے آپ خود اسے تیار کرا کے لائے اور اسطرح پر پوری ہمدردی کا عملی اظہار فرمایا (عرفانی)

(۱۸)

حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

جبوقت میرے والد صاحب مرحوم کا انتقال ہوا تو اُسکے بعد میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپنے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ حافظ صاحب اب بجائے والدین کے اللہ تعالےٰ کو سمجھو۔ وہی تمہارا کارساز اور متکفل ہوگا۔ چنانچہ تا حال اللہ تعالےٰ نے محض اپنے ذرہ نوازی سے میری دستگیری فرمائی۔

سیرۃ مسیح موعود

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شمائل و اخلاق سوانح زندگی کے ساتھ جو چیز خدا تعالےٰ کے ماموروں کے ذریعہ حیرت انگیز تبدیلی انسانی قلوب میں کرتی ہے۔ وہ ان کے اخلاقی معجزات ہوتے ہیں۔ اسلیئے کہ وہ دنیا کے لئے نمونہ ہو کر آتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ اور آپ کے کیرکٹر کی اعلےٰ شان حاصل کریں تو سیرۃ مسیح موعود کا مطالعہ ضروری ہے جس میں حضرت کے شمائل و عادات و معمولات اور آپکے اخلاق فاضلہ کا بیان واقعات کی روشنی میں کیا گیا ہے یہ کتاب دوستوں کو ارمغان دینے کے قابل ہے۔ اور سعادت مند اور شریف الطبع جماعت کے افراد میں تبلیغ کا خدا چاہے تو بہترین ذریعہ ہو سکتی ہے۔

قیمت فی جلد صرف ایک روپیہ
مکمل سٹ کی قیمت دفتر سے دریافت فرمایئے۔
ملنے کا پتہ
الحکم بکڈپو قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات

بڑا معجزہ علمی معجزہ ہوتا ہے

فرمایا معجزہ تو علم ہی کا بڑا ہوتا ہے۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہی تھا۔ جو اب تک قائم ہے۔ (یہ ذکر تفسیر فاتحہ کے لکھنے پر ہوا جو کہ حضرت صاحب گولڑوی وغیرہ علماء کے مقابلہ میں اشتہار دیکر لکھ رہے ہیں)

فرمایا۔ عالم علم سے پہچانا جاتا ہے۔ ہمارے مخالفین میں دراصل کوئی عالم نہیں ہے۔ ایک بھی نہیں ہے۔ ورنہ کیوں مقابلہ میں عربی فصیح بلیغ تفسیر لکھ کر اپنا عالم ہونا ثابت نہیں کرتے۔ ایک آنکھوں والے کو اگر الزام دیا جاوے کہ تو نابینا ہے۔ تو وہ غصہ کرتا ہے۔ غیرت دکھاتا ہے اور صبر نہیں کرتا۔ جب تک اپنے بینا ہونے کا ثبوت نہ دے ان لوگوں کو چاہیئے اپنا عالم ہونا اپنا علم دکھا کر ثابت کریں

فرمایا۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ بہت سے عالموں نے اس سلسلہ کی مخالفت کی یہ غلط ہے۔ خدا نے اپنی تحدیوں اور دعووں کے ساتھ علمی معجزات ہماری تائید میں دکھا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ مخالفوں میں کوئی عالم نہیں ہے اور یہ بات غلط ہے کہ عالموں نے ہماری مخالفت کی۔

سورۃ فاتحہ کی تفسیر نویسی میں کوئی تیرا مقابلہ نہیں کر سکیگا۔

۱۵ر جولائی ۱۹۰۱ء فرمایا آج رات کو الہام ہوا منعہ مانع من السماء۔ یعنی اس تفسیر نویسی میں کوئی تیرا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ خدا نے مخالفین سے سلب طاقت اور سلب علم کر لیا ہے۔ اگر ضمیر واحد مذکر غائب ایک شخص یعنی مہر شاہ کی طرف ہے۔ لیکن خدا نے ہمیں سمجھایا ہے کہ اس شخص کے وجود میں تمام مخالفین کا وجود شامل کر کے ایک ہی کا حکم رکھا ہے۔ تاکہ اعلےٰ سے اعلےٰ اور اعظم سے اعظم معجزہ ثابت ہو کہ تمام مخالفین ایک وجود یا کئی جان ایک قالب بن کر اس تفسیر کے مقابلہ میں لکھنا چاہیں تو ہرگز نہ لکھ سکیں گے۔

فرمایا۔ انسان کا کام انسان کر سکتا ہے ہمارے مخالف انسان ہیں اور عالم اور مولوی کہلاتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے جو کام ہم نے کیا وہ نہیں کر سکتے۔ یہی ایک معجزہ ہے۔ چہ جائیکہ تفسیر نویسی تو ایک علمی معجزہ ہے۔

فرمایا۔ یہ تفسیر رمضان شریف میں شروع ہوئی جیسا کہ قرآن شریف رمضان میں شروع ہوا تھا۔ اور امید ہے کہ دو عیدوں کے درمیان ختم ہوگی۔ جیسا کہ شیخ سعدی نے کسی کے متعلق کہا ہے ؎

بروز ہمایوں و سال سعید
بتاریخ فرخ میان دو عید

فرمایا۔ قرآن شریف کے معجزہ فصاحت و بلاغت کے جواب میں ایک مرتبہ پادری فنڈر نے حریری اور ابوالفضل اور بعض انگریزی کتابوں کو پیش کیا تھا۔ مدت کی بات ہے ہم نے اسوقت بھی یہی سوچا تھا کہ یہ جھوٹ بولتا ہے کیونکہ اول تو ان مصنفین کو یہ دعویٰ نہیں ہوا کہ ان کا کلام بے مثل ہے۔ بلکہ وہ خود اپنی کم مائیگی کا اقرار کرتے رہے اور قرآن شریف کا اقرار کرتے رہے۔ دوسرا ان لوگوں کی کتابوں میں معنی الفاظ کے تابع ہو کر جاتا ہے۔ صرف الفاظ جوڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ قافیہ کے واسطے ایک لفظ کے مقابل دوسرا لفظ تلاش کیا جاتا ہے۔ اور کلام میں حکمت اور معارف کا لحاظ نہیں ہوتا۔ اور قرآن شریف میں التزام ہے حق و حکمت کا۔ اصل میں اس بات کا نباہنا کہ حق اور حکمت کے کلمات کے ساتھ قافیہ بھی درست ہو یہ بات تائید الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔ ورنہ انسانوں کے کلام ایسے ہوتے ہیں جیسا کہ حریری وغیرہ۔

فرمایا رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے۔ دعاؤں کا مہینہ ہے۔

(تاریخ تقریر ۲۹ر جنوری ۱۹۰۱ء)

۱۹ر جنوری ۱۹۰۱ء۔ ایک شخص نے اپنے قرض کے متعلق دعا کے واسطے عرض کی فرمایا استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کے کیواسطے غموں سے سبکبار ہونے کے واسطے یہ طریق ہے۔

۲۰ر جنوری ۱۹۰۱ء فرمایا قرآن شریف میں چار سورتیں ہیں جو بہت پڑھی جاتی ہیں۔ ان میں مسیح موعود اور اس کی جماعت کا ذکر ہے (۱) سورۃ فاتحہ جو ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔ اس میں ہمارے دعوے کا ثبوت ہے۔ جیسا کہ اس تفسیر میں ثابت کیا جائے گا۔ (۲) سورۃ جمعہ جس میں اٰخرین منھم مسیح موعود کی جماعت کے متعلق ہے یہ ہر جمعہ میں پڑھی جاتی ہے (۳) سورۃ کہف جس کے پڑھنے کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے۔ اس کی پہلی اور پچھلی دس آیتوں میں دجال کا ذکر ہے۔ (۴) آخری سورۃ قرآن کی۔ جس میں دجال کا نام خناس رکھا ہے۔ یہ وہی لفظ ہے جو عبرانی توریت میں دجال کے واسطے آیا ہے۔ یعنی نحاش ایسا ہی قرآن شریف کے دوسرے اور مقامات میں بھی بہت ذکر ہے۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۴۸ ۲۶ر دسمبر ۱۹۰۱ء)

انسان ایمانی قوت سے ان تکالیف پر جو دین حق کی تلاش میں پیش آتی ہیں غالب آ سکتا ہے

ہر ایک قدم جو صدق اور تلاش کے لئے اٹھایا جاوے اسکے لئے بہت بڑا ثواب اور اجر ملتا ہے۔ مگر عالم ثواب مخفی عالم ہے۔ جس کو دنیا دار کی آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔

بات یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالےٰ باوجود آشکار ہونے کے مخفی اور نہاں در نہاں ہے اور اسلئے الغیب بھی اسکا نام ہے۔ اسی طرح پر ایمان بالغیب بھی ایک چیز ہے۔ جو گو مخفی ہوتا ہے۔ مگر عامل کی عملی حالت سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس زمانہ میں ایمان بالغیب بہت کمزور حالت میں ہے اگر خدا پر ایمان ہو تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ لوگوں میں وہ صدق و حق کی تلاش اور پیاس نہیں پائی جاتی۔ جو ایمان کا خاصہ ہے خدا کی راہ میں سختی کا برداشت کرنا مصائب و مشکلات جھیلنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جانا ایمانی تحریک سے ہی ہوتا ہے ایمان ایک قوت ہے۔ جو سچی شجاعت اور ہمت انسان کو عطا کرتا ہے اس کا نمونہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ جب وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے۔ تو وہ کونسی بات تھی جو ان کو امید دلاتی تھی کہ اسطرح پر ایک بیکس ناتوان انسان کے ساتھ ہو جانے سے ہم کو کوئی ثواب ملے گا۔ ظاہری آنکھ تو اس کے سوا کچھ نہ دکھاتی تھی۔ کہ اس ایک کے ساتھ ہونے سے ساری قوموں کو اپنا دشمن بنالیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ صریح معلوم ہوتا تھا کہ مصائب اور مشکلات کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑے گا۔ اور وہ چکنا چور کر ڈالے گا۔ اور اس طرح ہم ضائع ہو جائینگے۔ مگر کوئی اور آنکھ بھی تھی۔ جس نے ان مصائب اور مشکلات کو ہیچ سمجھا تھا اور اس راہ میں مرجانا ان کی نگاہ میں ایک راحت اور سرور کا موجب تھا۔ انھوں نے وہ کچھ دیکھا تھا جو ان ظاہر بیں آنکھوں کے نظارے سے نہاں در نہاں اور بہت ہی دور تھا۔ وہ ایمانی آنکھ تھی اور ایمانی قوت تھی جو ان ساری تکلیفوں اور دکھوں کو بالکل ہیچ دکھاتی تھی۔ آخر وہ ایمان ہی غالب آیا۔ اور ایمان نے وہ کرشمہ دکھایا کہ جس پر ہنستے تھے۔ اور جن کو ناتوان بیکس کہتے تھے۔ اس نے اس ایمان کے ذریعہ ان کو کہاں پہنچا دیا۔ وہ ثواب اور اجر جو پہلے مخفی تھا پھر ایسا آشکار ہوا کہ اس کو دنیا نے دیکھا اور محسوس کیا کہ ہاں یہ اسی کا ثمرہ ہے۔ ایمان کی بدولت وہ جماعت صحابہ کی نہ تھکی نہ ماندہ ہوئی۔ بلکہ قوت ایمانی کی تحریک سے بڑے بڑے عظیم الشان کام کر دکھائے۔ اور پھر بھی کہا تو یہی کہا جو حق کرنے کا تھا نہیں کیا۔ ایمان نے ان کو وہ قوت عطا کی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں سر کا دینا اور جانوں کا قربان کر دینا ایک ادنیٰ سی بات تھی۔ اور ابتدائے اسلام میں جبکہ ابھی کوئی بین نتائج نظر نہ آتے تھے۔ دیکھو کس قدر مسلمانوں نے دشمنوں کے ہاتھوں سے کیسی کیسی تکلیفیں اور مصیبتیں محض لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے بدلے برداشت کیں۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ سر دینا کوئی بڑی بات نہ تھی۔ اور یا اب یہ زمانہ ہے کہ ایمانی قوت باوجود اس کے کہ مخالف اس قسم کی اذیتیں نہیں دیتے۔ ایک عادل گورنمنٹ کے سایہ میں رہتے ہیں۔ سلطنت کسی قسم کا تعرض نہیں کرتی۔ علوم دین حاصل کرنے کے پورے سامان میسر ہیں۔ ارکان مذہبی ادا کرنے میں کوئی تکلیف نہیں ہے۔ ایک سجدہ کرنا بارگراں معلوم ہوتا ہے

غور تو کرو کہاں سر اور کہاں صرف ایک سجدہ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آج ایمان کیسا انحطاط کی حالت میں ہے اور پھر اسی حالت میں نماز پڑھنا۔ وضو کرنا طبی فوائد بھی اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اطبا کہتے ہیں کہ اگر کوئی ہر روز منہ نہ دھوے تو آنکھ آجاتی ہے (آنکھ دکھنے لگتی ہے) یہ نزول الماء کا مقدمہ ہے۔ اور بہت سی بیماریاں اس سے پیدا ہوتی ہیں۔ پھر بتلاؤ کہ وضو کرتے ہوئے کیوں موت آتی ہے۔ نہا دھو

کیسی عمدہ بات ہے۔ منہ میں پانی ڈال کر کلی کرنا ہوتا ہے۔ مسواک کرنے سے منہ کی بدبو دور ہو جاتی ہے۔ دانت مضبوط ہو جاتے ہیں۔ اور دانتوں کی مضبوطی غذا کے عمدہ طور پر چبانے اور جلد ہضم ہو جانے کا باعث ہوتی ہے۔ پھر ناک صاف کرنا ہوتا ہے۔ ناک میں کوئی بدبو داخل ہو تو دماغ کو پراگندہ کر دیتی ہے۔ اب بتلاؤ کہ اس میں برائی کیا ہے۔ اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی حاجات لے جاتا ہے۔ اس کو اپنے مطالب عرض کرنے کا موقع ملتا ہے۔ دعا کرنے کے لئے فرصت ہوتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ نماز میں ایک گھنٹہ لگ جاتا ہے۔ اگرچہ بعض نمازیں تو پندرہ منٹ سے بھی کم میں ادا ہو جاتی ہیں پھر بڑی حیرانی کی بات ہے کہ نماز کیوں وقت کو تضیع اوقات سمجھا جاتا ہے۔ جس میں اس قدر بھلائیاں اور فائدے ہیں۔ اور اگر سارا دن اور ساری رات لغو اور فضول باتوں یا کھیل اور تماشوں میں ضائع کر دیں تو اس کا نام مصروفیت رکھا جاتا ہے۔ اگر قوی ایمان ہوتا عمل تو ایک طرف اگر ایمان ہی ہوتا تو یہ حالت کیوں ہوتی اور یہاں تک نوبت کیوں پہنچتی۔ باوجود اس کے کہ اسقدر ایمانی حالت گر گئی ہے۔ اس پر بھی اگر کوئی اس کمزوری کو محسوس کر کے اس کا علاج کرنا چاہے۔ اور راہ بتائے جس پر چلکر انسان خدا سے ایک قوت اور شجاعت پاتا ہے۔ تو اس کو کافر اور دجال کہا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ لوگ ایمان کا ایک نتیجہ یقین نہیں کر سکتے۔ تو کم از کم فرض ہی کر لیں۔ فرض پر بھی بڑے بڑے نتائج مرتب ہو جاتے ہیں۔ دیکھو اقلیدس کا سارا مدار فرض پر ہی ہے۔ پس اگر ایمان کو بھی فرض کر کے اختیار کر لیتے۔ تب بھی یقین ہے وہ خالی ہاتھ نہ رہتے۔ مگر یہاں تو اب یہ حال ہو گیا ہے کہ سرے سے ہی ایک بے معنی شے سمجھتے ہیں۔

میں پھر صحابہ کی حالت کو نظیر کے طور پر پیش کر کے کہتا ہوں کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر اپنی عملی حالت میں دکھایا کہ وہ خدا جو غیب الغیب ہستی ہے اور جو باطل پرست مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ اور نہاں ہے۔ انھوں نے اپنی آنکھ سے ہاں آنکھ سے دیکھ لیا ہے۔ ورنہ بتاؤ تو سہی کہ وہ کیا بات تھی جس نے ان کو ذرا بھی پرواہ ہونے نہیں دی کہ قوم چھوڑی اور ملک چھوڑا۔ جائیدادیں چھوڑیں احباب رشتہ داروں سے قطع تعلق کیا۔ وہ صرف خدا ہی پر بھروسہ تھا۔ اور ایک خدا پر بھروسہ کر کے انھوں نے وہ کر کے دکھایا کہ اگر تاریخ کی ورق گردانی کریں تو انسان حیرت اور تعجب سے بھر جاتا ہے۔ ایمان تھا اور صرف ایمان تھا۔ اور کچھ نہ تھا۔ ورنہ بالمقابل دنیاداروں کے منصوبے اور تدبیریں اور پوری کوششیں اور سرگرمیاں تھیں۔ وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ ان کی تعداد جماعت۔ دولت سب کچھ زیادہ تھا۔ مگر ایمان نہ تھا اور صرف ایمان ہی کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے اور کامیابی کی صورت نہ دیکھ سکے۔ مگر صحابی نے ایمانی قوت سے سب کچھ جیت لیا۔ انھوں نے جب ایک شخص کی آواز سنی جس نے کہ باوصفیکہ امی ہونے کی حالت میں پرورش پائی تھی۔ مگر اپنے صدق اور امانت اور راستبازی میں شہرت یافتہ تھا۔ جب اس نے کہا کہ میں اللہ کی طرف سے آیا ہوں۔ یہ سنتے ہی ساتھ ہو گئے۔ اور پھر دیوانوں کی طرح اُس کے پیچھے چلے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ وہ صرف ایک ہی بات تھی جس نے ان کی یہ حالت بنا دی۔ اور وہ ایمان تھا۔ یاد رکھو خدا پر ایمان بڑی چیز ہے۔ انگریزی اور مغربی قومیں دنیا کی تلاش اور خواہش میں لگی ہوئی ہیں ابتداء میں ایک موہوم اور خیالی اُمید پر کام کرتے ہیں۔ سینکڑوں جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ ہزاروں لاکھوں روپے برباد ہوتے ہیں۔ آخر ایک بات پا ہی لیتے ہیں۔ پھر کس قدر تعجب ان پر ہے جو کہتے ہیں کہ خدا نہیں مل سکتا۔ کسی نے مجاہدہ اور سعی کی اور پھر خدا کو نہیں پایا۔ خدا تو ملتا ہے اور بہت جلد ملتا ہے۔ لیکن اس کے پانے والے کہاں؟

اگر کوئی یہ شبہ پیش کرے کہ خدا نہیں ہے؟ تو بڑی بیہودہ بات ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی نادانی اور بے وقوفی نہیں ہے۔ جو خدا کا انکار کیا جاوے۔ دنیا میں دو گواہیوں کے کہنے سے عدالت ڈگری دے دیتی ہے۔ چند گواہیوں کے بیان پر جان جیسی عزیز چیز کے خلاف عدالت فتویٰ دے دیتی ہے۔ اور پھانسی پر لٹکا دیتی ہے۔ حالانکہ شہادتوں میں جعل اور سازش کا اندیشہ ہی نہیں یقین ہوتا ہے۔ لیکن خدا کے متعلق ہزاروں لاکھوں انسانوں نے جو اپنی قوم میں اور ملک میں مسلم راستباز اور نیک چلن تھے شہادت دی ہو اس کو کافی نہ سمجھا جاوے اس سے بڑھ کر حماقت اور ہٹ دھرمی کیا ہوگی کہ لاکھوں مقدسوں کی شہادت موجود ہے اور پھر انھوں نے اپنی عملی حالت سے بتا دیا ہے۔ اور روشن دلائل سے یہ شہادت لکھ دی ہے یہ خدا ہے۔ ضرور ہے۔ اس پر بھی اگر کوئی انکار کرتا ہے تو وہ بے وقوف ہے۔ اور پھر عجیب بات تو یہ ہے کہ کسی معاملہ میں رائے دینے کے لئے ضروری ہے کہ اسکا علم ہو۔ جس شخص کو علم ہی نہیں وہ رائے دینے کا کوئی حق نہیں رکھتا رائے زنی کرے تو کیا وہ احمق اور بے وقوف نہ کہلائے گا۔ بلکہ دوسرے دانشمند اس کو شرمسار کرینگے کہ احمق جب کہ تجھے واقفیت ہی نہیں۔ تو پھر تو رائے کس طرح دیتا ہے اس طرح پر جو خدا کی نسبت کہتے ہیں کہ نہیں ہے تو ان کا کیا حق ہے کہ وہ رائے دیں۔ جبکہ الٰہیات کا علم ہی ان کو نہیں ہے۔ اور انھوں نے کبھی مجاہدہ ہی نہیں کیا ہے۔ ہاں ان کو یہ کہنے کا حق ہو سکتا تھا کہ وہ ایک خدا پرست کے کہنے کے موافق تلاش حق میں قدم اُٹھاتے۔ اور خدا کو ڈھونڈتے پھر اگر ان کو خدا نہیں ملتا تو بیشک کہہ دیتے کہ خدا نہیں ہے لیکن جبکہ انھوں نے کوئی کوشش اور مجاہدہ نہیں کیا ہے تو ان کو انکار کرنے کا حق نہیں ہے۔ غرض خدا کا وجود ہے اور وہ ایک ایسی شے ہے کہ جس قدر اس پر ایمان بڑھتا جاوے۔ اسی قدر قوت ملتی جاتی ہے۔ اور وہ نہاں در نہاں ہستی نظر آنے لگتی ہے۔ یہاں تک کہ کھلے طور پر اس کو دیکھ لیتا ہے۔ پھر یہ قوت دن بدن زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ یہی ایک بات ہے جس کی تلاش دنیا کو ہونی چاہیئے۔ مگر آج دنیا میں قوتیں نہیں رہیں اسلام جو ایمانی قوت لے کر آیا تھا بہت ضعیف ہو گیا ہے۔ اور عام طور پر مسلمانوں نے محسوس کر لیا ہے کہ وہ کمزور ہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ آئے دن جلسے اور مجالس ہوتی رہتی ہیں اور نت نئی انجمنیں بنتی رہتی ہیں اور جن کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ اسلام کی حمایت اور اسلام کے لئے کام کرتی ہیں۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ ان مجلسوں میں قوم قوم تو پکارتے ہیں۔ قومی ترقی قومی ترقی کے گیت گاتے ہیں۔ لیکن کوئی مجھ کو یہ بتائے کہ کیا پہلے زمانہ میں جب قوم بنی تھی وہ یورپ کے اتباع سے بنی تھی؟ کیا مغربی قوموں کے نقش قدم پر چل کر انھوں نے ساری ترقیاں کی تھیں۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ہاں اسیطرح ترقی کی تھی تو مجتنب گناہ ہوگا۔ پھر کس قدر ظلم ہے کہ اسلام کے اصولوں کو چھوڑ کر قرآن کو چھوڑ کر، جس نے ایک وحشی دنیا کو انسان اور انسان سے با خدا انسان بنایا ایک دنیا پرست قوم کی پیروی کی جائے۔ جو لوگ اسلام کی بہتری اور زندگی مغربی دنیا کو قبلہ بنا کر چاہتے ہیں۔ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کامیاب وہی لوگ ہونگے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں۔ قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے۔ جس کی تلاش میں لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو دیکھو انھوں نے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے۔ ابتدا میں مخالف ہنسی کرتے تھے۔ کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم ہو کر انھوں نے وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصہ میں نہ آیا تھا۔ وہ قرآن کریم اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے اور ان کی ہی اطاعت اور پیروی میں دن رات کوشاں رہتے۔ ان لوگوں کی پیروی کسی رسم و رواج تک میں بھی نہ کرتے تھے۔ جن کو کفار کہتے تھے۔ جب تک اسلام اس حالت میں رہا وہ زمانہ اقبال و عروج کا رہا۔ اور اس میں سر یہ تھا کہ

خدا داری چہ غم داری

مسلمانوں کی فتوحات اور کامیابیوں کی کلید بھی ایمان تھا صلاح الدین کے مقابلہ پر کس قدر ہجوم ہوا تھا۔ لیکن آخر اس پر کوئی کامیابی نہ پا سکا۔ اس کی نیت اسلام کی خدمت تھی۔ غرض ایک مدت تک ایسا ہی رہا۔ جب بادشاہوں نے فسق و فجور اختیار کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا غضب ٹوٹ پڑا۔ اور رفتہ رفتہ ایسا زوال آیا جس کو اب تم دیکھ رہے ہو۔ اب اس مرض کی تشخیص کی جاتی ہے۔ ہم اس کے مخالف ہیں۔ ہمارے نزدیک اس تشخیص پر جو علاج کیا جاوے گا۔ وہ زیادہ خطرناک اور مضر ثابت ہوگا۔ جب تک مسلمانوں کا رجوع قرآن شریف کی طرف نہ ہوگا۔ ان میں وہ ایمان پیدا نہ ہوگا۔ یہ تندرست نہ ہونگے۔ عزت اور عروج اسی راہ سے آئیگا جس راہ سے پہلے آیا۔

میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسلمان سست ہو جائیں۔ اسلام کسی کو سست نہیں بناتا۔ اپنی تجارتوں اور ملازمتوں میں بھی مصروف ہوں۔ مگر میں یہ پسند نہیں کرتا کہ خدا کے لئے کوئی وقت بھی ان کا خالی ہو۔ ہاں تجارت کے وقت تجارت کریں اور اللہ تعالیٰ کے خوف و خشیت کو بھی اسوقت مدنظر رکھیں۔ تاکہ وہ تجارت بھی ان کی عبادت کا رنگ اختیار کر لے۔ نمازوں کے وقت پر نمازوں کو نہ چھوڑیں۔ ہر معاملہ خواہ کوئی ہو دین کو مقدم کریں۔ دنیا مقصود بالذات نہ ہو اصل مقصود دین ہو۔ پھر دنیا کے کام بھی دین ہی کے ہونگے۔

(باقی دارد)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ

حضرت راجہ عطا محمد خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(رقمزدہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب قبلہ مدظلہ العالی)
خاص الحکم کے واسطے لکھا گیا

احباب کرام کو معلوم ہے کہ عاجز اپنی صحت کیواسطے اور نیز قبر مسیح کے متعلق مزید تحقیقات کے واسطے کشمیر آیا ہوا ہے۔ ان ایام میں مکرمی اخویم راجہ غلام محمد صاحب کی دعوت پر اور بار بار محبانہ اصرار پر عاجز چند روز کے واسطے باڑی پور آیا۔ اور جناب ممدوح کے ہاں مہمان رہا۔ جس محبت و اخلاص اور خاطر داری سے انھوں نے مہمان نوازی کا حق ادا کیا اُس کا اجر انھیں اللہ تعالےٰ دے گا۔ میں اُن کے لئے اور اُن کے اہل و عیال اقربا کے واسطے حسنات دارین کی دعا کرتا ہوں۔ اسجگہ مجھے راجہ عطا محمد خان صاحب کی زندگی کے حالات معلوم ہوئے۔ جن کے احمدی ہونے کا تذکرہ محفوظ کرنے کے قابل ہے۔ اور چونکہ آجکل اخبار الحکم میں اس قسم کے مضامین کا نہایت مفید سلسلہ جاری ہے اسواسطے میں نے حالات کو یہاں کے اصحاب سے دریافت کر کے اخبار کے واسطے قلمبند کیا ہے۔

راجہ عطا محمد خان صاحب مرحوم جاگیردار علاقہ کشمیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے اصحاب میں سے تھے۔ جنھوں نے اوائل دعویٰ ہی میں قادیان شریف پہنچ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی۔

آپ عاجز راقم کی مانند حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ثالث کی اولاد میں سے تھے۔ آپکے اجداد پہلے وقتوں میں ہندوستان میں آئے اور علاقہ کرناہ دراوہ ملک کشمیر پر قابض و خود مختار حکمران تھے۔ مگر سکھوں کے زمانہ اخیر میں ان کی سلطنت پر ڈوگرہ راج نے قبضہ کیا۔ اور بعد میں صرف چند گاؤں اُن کے بزرگوں کو بطور جاگیر کے دیئے گئے۔ جو اب تک راجہ صاحب موصوف کے خاندان کے قبضہ میں ہیں اس معاملہ میں اس خاندان راجگان کا وہی حال ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بزرگوں کا تھا ایک بہت بڑے علاقہ پر حکمرانی کے بعد صرف چند گاؤں رہ گئے تھے۔ جو اب تک ہیں۔

راجہ عطا محمد خان صاحب مرحوم سابق سلطان شیر احمد خان صاحب سابق والی کرناہ دراوہ کے جن کو ۱۸۶۸ء میں باڑی پور وغیرہ کی جاگیر ملی تھی فرزند تھے۔ قبول احمدیت سے پہلے آپ پکے اہل حدیث تھے۔ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسیح اول جب مہاراجہ رنبیر سنگھ صاحب والی ریاست جموں و کشمیر کے پاس شاہی طبیب تھے اسوقت مولوی صاحب مرحوم مغفور کے جناب راجہ صاحب مرحوم کے ساتھ گہرے دوستانہ تعلقات تھے۔ اور وہی تعلق بالآخر آپکے احمدی ہونے کا ذریعہ بنا

جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کا اشتہار راجہ صاحب مرحوم کی نظروں سے پہلے پہل گذرا تو دیکھتے ہی آپ پر بجلی کا سا اثر کر گیا۔ اور دل میں تڑپ پیدا ہوئی کہ قادیان سے اس کے متعلق مزید حالات دریافت کئے جائیں۔ اُسوقت بوجہ موتیا بند آپ کی آنکھوں میں بہت تکلیف تھی۔ خود تو نہ جا سکتے تھے۔ مگر آپنے اپنے برادر اصغر راجہ محمد حیدر خان صاحب مرحوم کو جو نہایت نیک اور متقی آدمی تھے ایک نوکر ہمراہ کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں قادیان شریف روانہ کیا اور انھیں تاکید کی کہ میرا سلام پہنچائیں۔ اور حضور کے دعاوی سے تفصیلاً واقف ہو کر آئیں۔ ان دنوں راستے بہت ہی کٹھن اور دشوار گذار تھے۔ راجہ محمد حیدر خان صاحب پاپیادہ پیر پنجال اور پہاڑ کے اوپر سے گذر کر براہ جموں سیالکوٹ قادیان پہونچے۔ اور اکیس ۲۱ دن قادیان رہ کر حضور علیہ السلام کی بیعت میں داخل ہوئے۔ گویا وہ اس سارے علاقہ کے پہلے احمدی تھے۔ بیعت کرنے کے بعد اُن کے دل میں یہ شوق موجزن ہوا کہ جلد کشمیر پہنچ کر راجہ عطاء محمد خان صاحب کو اس نور ہدایت کی خبر پہنچائیں۔ پس حضور علیہ السلام سے اجازت لیکر اُسی راستہ سے پھر واپس باڑی پور پہنچے۔ اور تمام حالات راجہ صاحب کی خدمت میں عرض کئے۔ راجہ عطاء محمد صاحب ان حالات کو سن کر زار و زار رونے لگے۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے کہ انھوں نے مسیح و مہدی کا زمانہ پا پایا۔ اور آمنا و صدقنا کہنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ گو انھیں آنکھوں کی تکلیف ایسی سخت تھی کہ وہ سفر کے قابل نہ تھے۔ تاہم سچی عاشقانہ اور مومنانہ تڑپ کا نتیجہ تھا کہ وہ آنکھوں کی حد سے بڑھی ہوئی تکلیف اور راستہ کی خرابی اور دوری منزل کی کوئی پروا نہ کر کے چند مخلص وفادار ملازمان اور محبان اور اپنے پسر کلاں راجہ یار محمد خان صاحب مرحوم کو جن کی عمر اسوقت بیس سال کے قریب تھی ساتھ لے کر قادیان کو روانہ ہو گئے

جب قادیان تھوڑے فاصلہ پر تھا تو انھیں ایک مرزا ملے جنکا نام غالباً مرزا امام الدین تھا۔ انھوں نے راجہ صاحب کو بہکانا چاہا۔ اور کہا کہ تم جس کو ملنے جا رہے ہو وہ تو ایک ٹھگ ہے۔ خواہ مخواہ اپنے اوقات کو کیوں ضائع کرتے ہو۔ بہتر ہے کہ یہیں سے واپس چلے جاؤ۔ مگر راجہ صاحب نے ان کو یہی جواب دیا کہ میں اتنی دور سے اُن کے ملنے کے واسطے آیا ہوں اب واپس نہیں جا سکتا۔ ان سے ملنا ضروری ہے۔ جب قادیان پہنچے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا اور آپسے مصافحہ کیا۔ تو مصافحہ کرتے ہوئے فرط جذبات میں بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دست مبارک سے انھیں اُٹھایا۔ اور شربت منگوا کر پلایا۔ اور تسلی اور تشفی دی اس کے بعد جناب راجہ صاحب نے بمعہ رفقا کے حضور کے ہاتھ پر بیعت توبہ کی۔ اور کچھ مدت قادیان میں رہنے کے بعد حضور مسیح موعود علیہ السلام نے راجہ صاحب کو فرمایا کہ اب لاہور جا کر اپنی آنکھوں کا علاج کرائیں۔ انشاء اللہ آنکھیں اچھی ہو جائینگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے راجہ صاحب کو ایک سعید اور پاکیزہ روح دیکھ کر انھیں اجازت دی کہ لوگوں سے بیعت لے کر انھیں داخل سلسلہ احمدیہ کریں۔

راجہ صاحب قادیان سے روانہ ہو کر لاہور پہنچے۔ وہاں اپنی آنکھوں کا علاج کرایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالےٰ نے فضل کیا۔ آنکھیں بالکل تندرست ہو گئیں۔ لاہور سے آپ پھر واپس قادیان تشریف لے گئے۔ اور کچھ مدت ٹھہر کر اور مزید فیض روحانی حاصل کر کے براہ ایبٹ آباد و مظفر آباد واپس کشمیر کی طرف روانہ ہوئے یہاں پہونچکر لوگوں کو پیغام حق سنایا۔ بعض آپکے اقربا اور ملازمین اور ملاقاتیوں نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ پھر بمقام باڑی پور ایک عام جلسہ منعقد کر کے پبلک کو حق کی دعوت دی۔ اور عقائد احمدیت لوگوں کو سنائے۔ چونکہ راجہ صاحب کی دینداری اور حق گوئی مسلم تھی۔ اسلئے بہت سی سعید روحوں نے جن میں راجہ صاحب کے برادران۔ برادر زادگان۔ اور دیگر رشتہ دار و ملازمان اور محبان شامل تھے آپ کے ہاتھ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی۔ آپکے برادر اصغر راجہ محمد حیدر خان صاحب مرحوم حاجی عمر ڈار صاحب ساکن ناسنور کو ملنے گئے اور انھیں پیغام حق سنایا۔ حاجی صاحب نے باڑی پور آ کر مزید حالات راجہ صاحب مرحوم سے دریافت کئے اور پھر قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی۔ حضرت راجہ عطا محمد خان صاحب مرحوم پہلے ریاست میں تحصیلدار تھے۔ اور پھر ڈپٹی کمشنر مقرر ہو کر گلگت بھی بھیجے گئے۔ مگر آخر عمر انھوں نے اسی علاقے میں گزاری اور سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ ہی ان کا بڑا شغل رہا۔ آپ کی وفات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی ہوئی۔ اور چونکہ آپ موصی تھے آپ کا کتبہ مقبرہ بہشتی میں نصب ہے

راجہ صاحب مرحوم کی وفات پر راجہ محمد حیدر خان صاحب نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خوب خدمت کی اور خلافت ثانیہ کے زمانہ میں وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ انھیں جنت میں بلند درجات عطا فرمائے وہ بھی موصی تھے اور ان کا کتبہ بھی مقبرہ بہشتی میں نصب ہے۔ حاجی عمر ڈار صاحب نے حج احمدی ہونے کے بعد کیا تھا۔ ایک دفعہ انھوں نے مجھے اپنے حج کے حالات میں یہ بات سنائی تھی کہ مجھے سر درد کا ایک شدید دورہ ہوا کرتا تھا۔ جو مجھے بے ہوش کر دیتا تھا۔ اسی حالت میں حج پر چلا گیا۔ مکہ سے مدینے جاتے ہوئے ایک شب میں اپنے خیمہ سے باہر حاجت کے واسطے گیا۔ تو کسی نے اچانک

میرے سر پر ایک لکڑی ماری۔ جس سے میں بے ہوش ہو کر گر گیا وہ میری کمر سے اشرفیوں کی تھیلی کھول کر لے گیا۔ میرے ساتھیوں کو جب شبہ ہوا کہ مجھے دیر کیوں لگی۔ تو وہ مجھے حالت بے ہوشی میں اٹھا کر لائے۔ سر کی چوٹ سے خون بہ رہا تھا۔ جب ہوش آیا تو دیکھا کہ اشرفیاں سب گم ہیں۔ مگر میں رسول اللہ کی مقدس زمین پر تھا۔ اس خیال سے دل میں رنج نہ کیا۔ اشرفیاں تو گئیں۔ مگر اسکے بعد کبھی وہ دورہ سر درد کا نہیں ہوا۔ اس زخم نے کسی ایسی جگہ سے فصد کھولی کہ مرض کا علاج ہو گیا۔ حاجی صاحب کی تبلیغ سے احمدیت ناسنور اور اسکے ملحقات میں بہت پھیلی۔ حاجی صاحب بھی موصی تھے۔ اور ان کا کتبہ بھی مقبرہ بہشتی قادیان میں نصب ہے۔ راجہ عطاء محمد خان صاحب مرحوم نے جس جماعت کی بنیاد یہاں رکھی تھی اس کے ممبر اس گرد و نواح میں اب تین ہزار کے قریب ہیں۔

راجہ عطاء محمد خان کی زندگی تک یہاں ایک ہی انجمن احمدیہ تھی۔ اب کئی انجمنیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ راجہ صاحب مرحوم کو جنت میں بلند مقامات دے۔ اور ان کی اولاد اور اقربا کو اور جو احباب اُن کے ذریعہ سے احمدیت میں داخل ہوئے ان سب کو استقامت دے اور سلسلہ کی مزید اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان کی دینی دنیوی کمزوری کو دور کرے۔ آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اس علاقے میں تین دفعہ تشریف لا چکے ہیں۔ عاجز پہلی دفعہ یہاں آیا ہے۔ حضرت مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب حال پریذیڈنٹ انجمن کیرنگ۔ محمد شاہ مرحوم اور حکیم مولوی نظام الدین صاحب نے بھی اس علاقہ میں تبلیغ کا بہت کام سرانجام دیا ہے

ان حالات کے لکھنے میں عاجز کو راجہ غلام محمد خانصاحب اور راجہ عبداللہ خان صاحب سے بہت مدد ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے اور حسنات دارین مرحمت کرے

حضرت راجہ عطاء محمد خان صاحب مرحوم کے تذکرے میں اس واقعہ کا بیان کر دینا بھی فائدہ سے خالی نہ ہو گا کہ جب راجہ صاحب پہلی دفعہ قادیان کی واپسی پر بمقام گڑھی حبیب اللہ خاں پہنچے۔ تو وہاں سے اپنے رفقاء سفر کو وطن کی طرف روانہ کر دیا۔ اور خود معہ اپنے فرزند راجہ یار محمد خان و فقیر خان ملازم گڑھی کے رئیس خانصاحب محمد حسین خان کے ہاں مقیم ہوئے۔ اُن دنوں گڑھی کے قرب و جوار کے ملانوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برخلاف سخت زہر پھیلایا ہوا تھا۔ اور یہ فتویٰ دے رکھا تھا کہ احمدیوں کو لوٹنا اور قتل کرنا نہ صرف جائز بلکہ کار ثواب ہے۔ چنانچہ ملانوں کو جب یہ خبر ہوئی کہ راجہ عطاء محمد خاں صاحب قادیان سے احمدی ہو کر آئے ہیں اور گڑھی کے خان کے ہاں مقیم ہیں تو انھوں نے خان کو جھوٹی باتیں حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کر کے کہ وہ رسول اللہ کا منکر ہے۔ اور نیا دین اور نیا کلمہ بناتا ہے حج سے روکتا ہے۔ قرآن شریف کو کہتا ہے یہ غلط ہے ایسے بہتان لگا کر بہت جوش دلایا اور اُسے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اسی رات راجہ صاحب اور اُنکے ساتھیوں کو قتل کرا دے۔ اور بڑا ثواب حاصل کرے۔ خانصاحب بوجہ سادگی اور ناواقفی کے ملانوں کے کہنے میں آ گئے اور اپنے آدمیوں کو تیار کر دیا کہ رات ان سر سہ کو قتل کر دیں۔ راجہ صاحب کو ان باتوں کی کچھ خبر نہ تھی۔ وہ تسلی سے سو رہے۔ مگر جب کچھ رات گذری تو انھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خواب میں دکھائی دیئے۔ اور حضور نے فرمایا کہ راجہ صاحب آپکے قتل کا منصوبہ کیا گیا ہے۔ آپ اسی وقت اُٹھ کر یہاں سے چلے جائیں چنانچہ آپ اُٹھے اور اپنے ساتھیوں کو جگایا۔ اور چپ چاپ وہاں سے نکل کر رات کیوقت چلے گئے۔ جب تین چار میل نکل گئے تو ایک جگہ ٹھہر کر نماز فجر ادا کی۔ تو کیا دیکھا کہ خان صاحب گڑھی کا وزیر گھوڑا دوڑائے ہوئے آ رہا ہے اور کچھ کھانا بھی ساتھ لایا ہے۔ اُس نے دور ہی سے راجہ صاحب کو جان کی سلامتی کی مبارکباد دی۔ اور سارا قصہ ملانوں کی شرارت کا سنایا۔ اور تعجب سے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہو گیا۔ اور کسطرح آپ کو وہاں سے چلا آنے کا خیال پیدا ہوا —— راجہ صاحب نے خواب کا سب حال سنایا۔ جب دوبارہ راجہ صاحب قادیان گئے۔ تو پھر اُسی خان کے پاس راستہ میں مقیم ہوئے اور خان نے اپنے اس پہلے فعل پر اظہار ندامت کیا۔ اور اپنی اس غلطی کا اعتراف کر کے راجہ صاحب سے معافی مانگی۔ اور راجہ صاحب کی عزت و مدارات میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ وفات کیوقت راجہ صاحب کی عمر ستر سال کے قریب تھی اور آپ کی قبر چک امیر ج میں قریب باڑی پورہ علاقہ کشمیر میں ہے۔

محمد صادق عفا اللہ عنہ
از چک امیر ج ۱۳؍اگست ۱۹۳۴ء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیات

میں کیوں کر احمدی ہوئی

حضرت سردار امام بخش خان صاحب تمندار و رئیس کوٹ قیصرانی نہایت معزز سرداروں میں سے تھے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور نہایت مخلص اور متقی انسان تھے۔ آپ کی حرم محترم خدا تعالیٰ کے فضل سے علوم ظاہریہ و باطنیہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے سے مالا مال ہوئیں۔ آپ نے رسالہ مصباح میں اپنا احمدی ہونے کا واقعہ درج کیا ہے۔ جو بہت ہی ایمان افزا ہے۔ اس واقعہ میں حضور کی سیرت اور سوانح پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ اسلئے میں الحکم میں اس جدید باب کا افتتاح آپکے ذکر سے شروع کرتا ہوں۔ آپکے فرزند سردار امیر محمد خان صاحب اب اپنی قوم کے سردار ہیں اور فرسٹ کلاس مجسٹریٹ ہیں۔ اور سلسلہ کے نہایت مخلص خادم اور فدائیکار ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خاندان پر بڑے بڑے فضل کرے اور ہر طرح کی ترقی سے مالا مال کرے۔ محترمہ سردارنی صاحبہ سے میں الحکم کے ذریعہ درخواست کرتا ہوں کہ اگر ان کو حضرت اقدس کی کچھ اور باتیں یاد ہوں تو وہ خاص الحکم کے لئے لکھ کر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ (ایڈیٹر)

ہم حنفی مذہب کے پیرو تھے۔ میرا خاوند شیعہ مذہب کی طرف راغب ہو گیا مجھے اس بات سے بہت رنج ہوتا۔ ہم آپس میں میاں بیوی بہت بحث و مباحثہ کرتے۔ جب کوئی صورت فیصلہ کی نظر نہ آتی۔ تو بڑی عاجزی سے خدا تعالیٰ کے حضور یہی دعا کرتے کہ حضرت امام مہدی کو ہماری زندگی میں ظاہر فرما تاکہ وہ آ کر ان تمام جھگڑوں کا فیصلہ کرے۔ گو وہ امام موعود موجود تھے۔ لیکن ہمارے کانوں نے نہیں سنا تھا۔ یقیناً یہ ہماری عاجزانہ دعا منظور ہو گئی کہ ہم اپنے خاندان اور برادری و رعایا غرضیکہ تمام قوم سے پہلے ہی سلسلہ عالیہ میں داخل ہو گئے۔ اور بذات خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔

خدا تعالیٰ نے پہلی رہنمائی یہ فرمائی کہ میرے خاوند کو خواب میں کسی وجیہہ شکل بزرگ نے کہا کہ دیکھو امام بخش (نام لیکر مخاطب کیا) ابوبکرؓ و عمرؓ کے ذمہ کوئی سہو و خطا نہیں۔ اس خواب نے ان پر اب اثر کیا۔ شیعہ عقائد سے فوراً دست بردار ہو گئے۔ شیعہ مذہب کا لب لباب ہے بھی یہی کہ ان پاکباز ہستیوں کو غاصب خلافت سمجھا جاوے۔ باقی باتیں تو ان کی شاخیں ہیں۔ جب بیخ اکھڑ گئی تو پھر شاخیں کس طرح قائم رہ سکتی تھیں۔ مجھے اس مسئلہ پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ بات بھی اسلئے بیان کر دی ہے کہ کس طرح ہم اپنے آپ کو اس ہادی برحق کے محتاج سمجھتے تھے۔ آخر خدا تعالیٰ کے فضل نے خود ہمیں کھینچ کر احمدیت کی آغوش میں دے دیا۔ اچانک یہ آواز آئی ؎

چہ گویم با تو گر آئی چہ با در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

یعنی ایکدن صبح سات آٹھ بجے سردار صاحب یعنی میرا خاوند ہاتھ میں اخبار بدر نامی لئے گھر آئے۔ اور مجھے ملا کر کہا کہ تمہیں آج نئی بات سنائیں۔ میں آ کر بیٹھی۔ تو وہ اخبار جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زلزلہ کی پیشگوئی فرمائی تھی اور حضور خود باغ میں قیام پذیر تھے اخبار میں حضور کے الہام و حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی قدرے وفات کا ذکر اور کچھ لوگوں کے اعتراضوں کے جواب تھے ہم نے بڑی حیرانی سے ان باتوں کو پڑھا۔ سردار صاحب سے میں نے دریافت کیا کہ یہ اخبار کہاں سے ملی۔ تو انھوں نے فرمایا کہ ڈاک منشی نے دیا ہے۔ وہ خود بھی ہماری طرح ناواقف تھا۔ ایک دو دفعہ منشی مذکور نے پھر بھی اسی اخبار کا پرچہ دیا۔ لیکن پرانے خیالات جو عقیدہ کے رنگ میں دماغ میں آ گئے تھے۔ وہ صرف دو پرچوں سے کیسے نکلیں۔ لیکن دل چاہتا تھا کہ کسی طرح اس معاملہ کی اچھی طرح وضاحت ہو۔ میں سردار صاحب سے کہتی کہ کسی سے آپ دریافت کریں۔ وہ فرماتے ہاں مجھے خود خیال ہے مگر کوئی واقف کار ملے تو پوچھوں۔ تھوڑا عرصہ گذرا کہ ایک میراب گورداسپور کا ملازمت کے باعث یہاں آ گیا۔ سردار صاحب نے اُس سے دریافت فرمایا تو اُس نے ہماری تمام اُمیدوں پر پانی پھیر دیا اور کہا کہ یہ محض

دوکانداری اور دھوکہ بازی ہے۔ کافی عرصہ کے بعد سردار صاحب اپنے کام کی خاطر لاہور گئے۔ اور مہینہ سوا مہینہ وہاں رہے۔ وہاں انھوں نے مخالفت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ شور دیکھا کہ الاماں۔ شاہی مسجد میں تقریریں ہو رہی تھی۔ ٹریکٹ و اشتہار مفت تقسیم کئے جا رہے تھے۔ سردار صاحب کو بھی دیئے گئے ....

.... جن کو سردار صاحب ہمراہ لائے۔

اسی عرصہ میں بستی بزدار جو ہمارے قریب تھی احمدیت پہنچ چکی۔ لیکن ہمیں کچھ علم نہ تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہاں کا باشندہ مولوی ابو الحسن خان نامی دہلی پڑھتا تھا۔ وہاں سے وہ احمدیت لایا۔ اور اس کے ذریعہ بستی بزدار میں تین شخص احمدی ہو گئے۔ دو شخص خواندہ تھے تیسرا ناخواندہ تھا۔ اسی ناخواندہ کے ذریعہ خدا تعالےٰ نے ہمیں احمدیت جیسی نعمت عطا کی۔ اللہ تعالےٰ اُسے غریق رحمت کرے پھل خان اس کا نام تھا۔ جراحی کا کام کرتا تھا۔ اور یہاں ہمارے کوٹ قیصرانی میں بھی آکر لوگوں کا علاج کرتا رہتا تھا۔ اس واسطے اس کی آمد و رفت یہاں اکثر رہتی تھی۔ ایکدن سردار صاحب اپنی مردانہ بیٹھک میں چند آدمیوں سمیت بیٹھے تھے کہ پھل خان آگیا۔ ادھر اُدھر کی باتیں ہوتے ہوتے کسی شخص نے سردار صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ پھل خان نے مذہب تبدیل کر لیا ہے۔ سردار صاحب نے پھل خان سے پوچھا۔ اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر خیر کیا۔ تب سردار صاحب جو کچھ لاہور میں دیکھ اور سُن آئے تھے پھل خان کو غلطی خوردہ سمجھ کر اُس کو وہ باتیں سمجھانے لگے۔ اس [illegible] انسان نے کہا کہ دیکھو سردار صاحب آپ نے مخالفوں کی تقریریں سنیں، لٹریچر پڑھا۔ اگر تحقیق حق ہے تو ہماری کتابیں بھی پڑھیں۔ میں آپ کو لا کر دوں گا۔ سردار صاحب نے وعدہ کیا کہ میں ضرور پڑھوں گا۔ وہ مرحوم مغفور انسان تلاش کر کر کے ہمیں کتابیں لا کر دیتا۔ ایک ختم ہوتی تو اور تلاش کر کے لاتا۔ جاڑے کا موسم تھا۔ اکثر ہم رات کو پڑھتے تھے۔ سچ آخر سچ ہی ہے۔ مخالفین کی باتیں بھی تو ہم نے سنی اور پڑھی تھیں۔ ان کے مقابلہ میں یہ کتب نور اور نافہ تھیں۔ جو ہمارے دماغوں کو روشن اور معطر کرنے لگیں۔ ہمارے مخالف اگر تحقیق حق کے خیال سے پڑھیں تو کوئی وجہ ہی نہیں کہ اُن پر حق ظاہر نہ ہو۔ ہم اپنی کیا کہیں۔ جب ہم پر حق کھلنے لگا اور دن بدن ایمان ترقی کرتا کرتا یقین کی حد کو پہنچا۔ تو پھر میں اس خوشی کی کیا مثال دوں۔ ٹھیک اسی طرح پر ہوگا کہ جس طرح پر کسی کا باپ دادا کوئی مدفون خزانہ چھوڑ کر مر گیا ہو۔ اور اولاد اُس خزانہ کو تلاش کرتے کرتے افلاس کی حالت میں پہنچ گئی ہو تب اچانک وہ خزانہ مل جائے۔ یا کوئی پیاسا کسی ویرانہ میں پانی کی تلاش میں جاں بلب ہو۔ اُسے پانی کی بجائے سرد خوش ذائقہ شربت مل جاوے۔ تو کسقدر خوشی ہوگی۔ کیا یہ کوئی معمولی بات ہے جس کے انتظار میں ہمارے باپ دادا گذر گئے۔ سینکڑوں اولیاء اللہ ترستے رہ گئے۔ وہ ہمیں یہیں پنجاب میں مل گیا۔ عرب اور یمن کی طرف سب کی نگاہیں تھیں۔ گویا وہ خود ہی ہماری تلاش میں ہمارے ملک میں آگیا۔ بے شک یہ پنجاب کا حق تھا کہ مہدی موعود یہاں ہی پیدا ہوئے۔ کیونکہ جس قدر مذاہب مختلف ملکوں میں ہیں۔ وہ تمام کے تمام اسی ملک ہند میں جمع ہیں۔ جہاں بیمار ہوتے ہیں حکیم ڈاکٹر کی وہاں ضرورت پڑتی ہے۔ ہم بیمار تھے بلکہ مردے تھے۔ خوب فرمایا جناب ثاقب صاحب نے یہ شعر ؎

ہم مردے تھے آے خدا جلایا تو نے
اندھے تھے رہ راست سجھایا تو نے
کوری تھی جو چشم دل ہیں وہ دور ہوئی
آنکھوں سے مسیحا کو دکھایا تو نے

جب خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے سمجھ عطا فرمائی تو پھر پرانی باتیں جو عقیدہ کے رنگ میں تھیں وہ ہمیں خود ہی شرمندہ کرتیں۔ عقل ان باتوں کو دور پھینکتی کہ اوہو ہم کیسی غلطی میں تھے۔ ابن مریم کے نام و نزول کے لفظوں نے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ یعنی ایک نزول کے لفظ کی خاطر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی آسمان سے اس خاکی جسم کے ساتھ آمد کا قصہ گھڑنا پڑا حالانکہ ایسا نزول کا لفظ لوہا اور چارپائے۔ لباس کے متعلق بھی آچکا ہے۔ تو پھر کسقدر بے وقوفی ہے۔ کہ خواہ مخواہ ہم ایسے معنی کریں جو ہمیں اُلجھن میں ڈال کر دین سے بھی دور کر دیں۔ خصوصاً جب روزمرہ یہی لفظ استعمال میں رہتا ہے کہ آپ کہاں اُترے ہیں کہاں اُتروگے۔ یا ہم وہیں اُتر پڑے۔ تو کیا سب آسمان سے ہی اُترتے ہیں؟ باقی وہی یہی بات کہ حضرت مسیح نہ قتل ہوئے اور نہ مصلوب۔ تو پھر کیا موت صرف قتل و مصلوب ہونے کے بغیر نہیں ہو سکتی تو کیا تمام لوگ اسی ذریعہ سے مر رہے ہیں؟

بیشک خدا تعالےٰ نے انھیں صلیبی موت سے بچا لیا مگر اس کا مطلب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ وہ آسمان پر چلے گئے۔ ورنہ پھر عیسائیوں کی طرح یوں کیوں نہ کہدیں کہ وہ ابن اللہ تھا۔ تب ہی باپ کے پاس آسمان پر چلا گیا۔ لیکن کیا خدا تعالےٰ محدود ہستی ہے کہ آسمان پر ہے اور زمین پر نہیں۔ کہ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ یعنی جہاں منہ کرو وہیں اللہ تعالےٰ ہے تو پس اسی زمین پر اس نے بچا لیا اور اپنی قدرت کا نمونہ حضرت مسیح علیہ السلام میں خدا تعالےٰ نے نہیں دکھایا۔ بلکہ اپنے اور رسولوں میں بھی دکھایا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو طوفان کی موجوں سے بچا لیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو فرعون کے خوف سے اُن کی اپنی ماں نے صندوقچہ میں بند کر کے دریا میں ڈالدیا۔ وہ کون تھا کہ اسے بچا کر جس دشمن کے خوف سے دریا میں ڈالا گیا تھا۔ اسی دشمن کے گھر میں لا کر پرورش کرائی وہی قادر خدا تھا جس نے حضرت یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ سے بچا لیا۔ وہی ہے جس نے حضرت یوسف کو کنوئیں سے نکال کر تخت شاہی پر بٹھا دیا۔ اسی طرح حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو بھی صلیب سے بچا کر سری نگر کشمیر میں پہنچا دیا۔

جب ہم کو یقین ہو گیا کہ یہ وہی مسیح اور مہدی ہیں جن کو حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام بھیجا۔ تو پھر ہم نے بیعت کا خط لکھا۔ اس خط میں سردار صاحب مرحوم و مغفور نے ایک مدحیہ نظم بھی لکھی۔ جس کے دو چار شعر مجھے اب بھی یاد ہیں۔ وہ یہاں درج کر دیتی ہوں ضرور دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ ؎

عقدۂ لاحل جہاں کے ہونگے حل جنکے سبب
آج وہ مشکل کشا مثل علےؑ پیدا ہوئے
عامیان عالم امکاں کو مژدہ ہو کہ پھر
راہنما نور خدا اصل علےؑ پیدا ہوئے

۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء کو ہم دونوں میاں بیوی نے بذریعہ خط بیعت کر لی۔ سردار صاحب نے خود تو دو تین مہینے بعد قادیان شریف جا کر دستی بیعت کی مگر عاجزہ راقمہ نے سنہ ۱۹۰۷ء میں بال بچوں سمیت ہمراہی سردار صاحب دارالامان جا کر زیارت کا شرف حاصل کیا۔ آج سنہ ۳۴ء ہے۔ جو لوگ اسوقت قادیان کو از سر نو دیکھتے ہونگے وہ خیال کرتے ہونگے کہ شاید ابتداء سے ہی آباد ہوگی۔ لیکن میری طرح جس نے پہلے دیکھا ہوگا یا مجھ سے بھی پہلے دیکھنے والے اب دیکھ کر ان کے دل میں وجد آجاتے ہونگے کیونکہ ہر مکان خدا تعالےٰ کا تازہ نشان نظر آتا ہے اور بے اختیار منہ سے نکلتا ہے ؎

ناز کر تو بخت پر اے قادیاں کی سرزمیں
یثرب و مکہ کے رتبہ میں ذرا تو کم نہیں

بے شک یاتون من کل فج عمیق خدا کا وعدہ ہے۔ جبھی تو قادیان دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے وہ ہستی جو پردۂ غیب میں ہے وہ اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعہ ان نشانات سے چہرہ نمائی فرماتی اور اپنی ہستی کا ثبوت دیتی ہے جس سے طالبان حق تسلی پاتے اور سرور حاصل کرتے ہیں۔ ؎

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کرونگا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

کہاں ہے مولوی محمد حسین بٹالوی جو راستہ میں کھڑا ہو کر جانیوالوں کو روکتا تھا۔

میرا ذوق مجھے کہاں سے کہاں لے گیا۔ اب اصل بات کی طرف رجوع کرتی ہوں۔ جب ہم حضرت اقدس کے دروازے پر پہونچے۔ دربان سے سردار صاحب نے فرمایا کہ آپ کسی عورت کو بلائیں کہ ہمارے عیال کو اندر لے جاوے۔ اس نے کسی کو بلایا وہ ہمیں اندر سے اوپر کو لیگئی صحن میں تخت پوش پر ایک عابد شکل مجسم نور اسی سالہ بزرگ بیٹھا وضو فرما رہا ہے۔ آگے قلم دوات اور کاغذات رکھے ہوئے ہیں۔ دل نے گواہی دی کہ ضرور یہی بزرگ مسیح موعود علیہ السلام ہوں گے۔ مگر میں نے احتیاطاً اپنی راہبر بیوی سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ انھوں نے کہا کہ یہی حضرت صاحب ہیں۔ چونکہ حضرت ام المومنین صاحبہ سامنے کے کمرے میں تشریف فرما تھیں۔ وہ راہبر بیوی ہمیں وہاں لے جا رہی تھی۔ لیکن میں پہلے حضرت اقدس کی خدمت میں چلی گئی۔ سلام علیکم عرض کر کے نیچے پختہ فرش پر بیٹھ ہی گئی۔ حضور نے سلام کا جواب دے کر دریافت فرمایا کہ کہاں سے آئے ہیں۔ ہم نے اپنا وطن بتایا سردار صاحب کا نام لیا۔ آپ بشاش چہرے سے حال دریافت فرماتے اور سنتے رہے

عصر کا وقت تھا حضور نماز کی تیاری کر رہے تھے۔ آپ مسجد مبارک میں نماز پڑھنے تشریف لے گئے۔ اور ہمیں فرمایا کہ آپ وہاں جا بیٹھیں یعنی جہاں حضرت ام المومنین صاحبہ تشریف فرما تھیں۔ ہم ان کی خدمت میں پہونچے السلام علیکم عرض کیا۔ آپ نے کمال مہربانی اور کشادہ پیشانی سے جواب دیا۔ احوال دریافت فرمایا۔ پیاس کا پوچھا کیونکہ سفر کی تکلیف سے پیاس کا لگ جانا ضروری بات ہے لیکن اسوقت کے سفر کرنے والے کیا سمجھیں کہ بٹالہ سے قادیان تک سب کچی سڑک کی یکہ کی سواری کس قدر تکلیف دی تھی۔ فوراً شربت بنوایا۔ ہم چار آدمی تھے سیر ہو کر پیا۔ کیا ہی مہمان نوازی ہے۔ ہمارا وہ آقا جو روحانی باپ تھا۔ جس کا کلام ہم جیسے مردہ لوگوں کے لئے زندگی بخش تھا واقعی اس کے شان کے شایاں یہی ہماری روحانی والدہ حضرت ام المومنین صاحبہ خدیجہ ثانی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ سلامت با کرامت رکھے۔ بذات خود چلکر نیچے والے کمروں سے ایک کمرہ دیا۔ سامان رکھوایا۔ پر تکلف کھانا بھجوایا۔ میں کھانا کھانے کے بعد شام کو اور بیعت کے لئے گئی۔ اور بیعت کے واسطے عرض کیا۔ تو فرمایا کہ آپ آج ہی آئے ہو۔ رہو گے تو بیعت بھی ہو جائے گی۔ اس جگہ مختصراً ایک اور بات بھی عرض کر دیتی ہوں۔ وہ یہ کہ ہماری چھوٹی سی ریاست ہے۔ جس کے حکمراں اسوقت میرے خسر صاحب تھے۔ ان کا بڑا بیٹا باپ کی زندگی میں ایک لڑکا چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ میرے خسر صاحب چاہتے تھے کہ متوفی بیٹے کا بیٹا میرا ولیعہد ہو۔ مگر سردار صاحب اپنے آپ کو حقدار سمجھتے تھے۔ اسی اختلاف کیوجہ سے سردار صاحب کے والد خود و برادر زادہ خود کے درمیان جھگڑا تھا۔ حضرت اقدسؑ سے دعا کے واسطے سردار صاحب نے عرض کیا تھا۔ انھیں باتوں کے متعلق احوال دریافت فرماتے رہے اور دعا کا وعدہ فرمایا۔

دو روز کے بعد پھر میں نے بیعت کے متعلق عرض کیا تو فرمایا کہ کیا آپنے میری کوئی کتاب بھی دیکھی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں حضور میں نے بہت سی کتب دیکھی ہیں حضور نے نام دریافت فرمائے تو میں نے جتنے نام یاد آئے سنا دیئے۔ تو آپؑ نے بہت خوش ہو کر میری بیعت لی۔ اور فرمایا کہ اسوقت جو کتاب تحریر کر رہا ہوں اس کا نام چشمۂ معرفت رکھوں گا۔ جب چھپے گی تو آپ کو بھجوا دوں گا

ملفوظات

ایک دن میں نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ کسی مولوی صاحب نے بمقام تونسہ شریف اپنی تقریر کے دوران میں کہا کہ حفظ قرآن محض نابینا انسان کے واسطے بسبب مجبوری نابینائی کے ہے والا ناظرہ کا ثواب زیادہ ہے۔ دلیل یہ دی کہ ہر ایک عضو کو کام کرنا پڑتا ہے۔ اسواسطے ثواب بھی ہر ایک عضو کو پہنچتا ہے۔ مثلاً جب جاکر قرآن شریف کو اٹھایا تو چلنے کا ثواب پاؤں اور ٹانگوں کو ملا۔ قرآن شریف اٹھانے کا ثواب ہاتھ اور بازو کو ملا۔ دیکھنے کا آنکھوں کو غرضیکہ سب عضو مستحق ثواب ہو گئے

فرمایا کہ اس ملاجی سے کہدیں کہ جب وہ نماز پڑھتا ہے تو کیوں سیپارہ آگے نہیں رکھ لیتا۔ کیونکہ نماز میں تو قرآن شریف پڑھا جاتا ہے۔ تاکہ یہ ثواب بھی زیادہ ملجاوے۔ اسپر حضور نے دیر تک تقریر فرمائی کہ دیکھو لوگوں نے کیا کیا اعتقاد نکالے ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم حفظ پڑھا۔ صحابہ اکثر حافظ تھے۔ تو گویا ان کو یہ ثواب نہ ملا جو یہ لوگ حاصل کر رہے ہیں۔ اسیطرح درویشوں کا حال ہے جو اپنے آپ کو فقیر کہتے ہیں۔ انھوں نے بھی ایک ڈھب نکالا ہے۔ یعنی بعض سبز بعض نیلے پیلے رنگ کپڑوں کو دے کر ایک طرح کے نشان مقرر کر رکھے ہیں کہ یہ حاجی ہے یہ فقیر ہے۔ یا سجادہ نشین ہے۔ بعضوں نے منکے ہار گلے میں ڈال رکھے ہیں۔ ہاتھ میں لمبی لمبی تسبیح۔ بھلا ان باتوں سے اسلام کو کیا تعلق۔ فرمایا جو لوگ یہاں آتے ہیں ان کے دل میں پہلے سے ایک نقشہ ہوتا ہے جو خود بخود ہی ایک خیال بنا رکھا ہوتا ہے۔ جب اس کے مطابق نہیں دیکھتے۔ تو گھبرا جاتے ہیں۔ مثلاً ان کا خیال ہوتا ہے کہ وہ (حضرت اقدس) ہاتھ میں تسبیح لئے ایک مخصوص جگہ پر بیٹھے ہوئے رات دن عبادت میں مشغول ہوگا۔ یہاں آکر دیکھا تو ہم چلتے پھرتے کام بھی کرتے ہیں اور روٹی بھی کھاتے۔ بولتے اور ہنستے بھی ہیں۔ جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن کریم میں کفار کا قول نقل ہوا ہے کہ یہ جو رسول بنا پھرتا ہے۔ روٹی کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے۔ جو گھر سے ایمان کے ساتھ آتا ہے۔ وہی ایمان کے ساتھ جاتا ہے۔

ایک ہندو کا آپ نے ذکر کیا کہ وہ مسلمان ہوا کہ بیت اللہ جاکر حج کرے۔ وہاں خدا کا نور ہوگا اور بڑے صاحب لوگ ہونگے یہ نقشہ جما کر وہ حج کو چلا۔ وہاں دیکھا تو ایک کوٹھا نظر آیا جو بیت اللہ تھا۔ خیال آیا کہ کیا میں اس لئے اتنا لمبا سفر کرکے آیا ہوں کہاں کے وہ نیک بزرگ کئی لٹیرے بدوی نظر آئے اور یہ جو خیال کیا تھا کہ وہاں خدا کا نور ہوگا۔ خدا کا نور تو اس کے گمان سے بھی دس گنا زیادہ تھا۔ لیکن اس کی آنکھیں نور دیکھنے والی نہ تھیں۔ واپس آکر پھر ہندو بن گیا

* * *

ایکدن حضرت ام المومنین سلمہ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے ہمراہ بغرض تفریح سیر کو باہر تشریف لے گئیں۔ عاجزہ راقمہ اور دیگر بہت سی مستورات برقعہ پوش حضرت ممدوحہ کی اردل میں چلیں۔ میرا بیٹا سردار امیر محمد خان جو اسوقت بفضلہ تعالیٰ صاحب اولاد ہے اسوقت قریبا چار سال کا ہوگا۔ یہ حضور علیہ السلام کے آگے پیچھے دوڑتا اور کھیلتا جاتا تھا۔ ہمارے ملک میں لڑکوں کو بھی زیور پہناتے تھے۔ چنانچہ یہ بھی زیوروں سے خوب آراستہ تھا۔ جب حضور واپس دولتخانہ تشریف لائے تو مجھے فرمایا کہ خدا نے آپ کو لڑکا دیا۔ تو کیا آپ کا دل چاہتا ہے کہ یہ زیور پہن کر لڑکی نظر آئے؟ میں یہ ارشاد سنکر فوراً زیور اتارنے لگی۔ تو حضرت ام المومنین نے فرمایا کہ آپ کیا زیور اتارتی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ تو حضرت ممدوحہ نے زبان سے یہ فرمایا کہ اچھا یہ سعادت میں حاصل کرتی ہوں بذات خود سب زیور اتار کر رکھدیئے حضرت اقدس وضو فرما رہے تھے اور اسطرف بھی خیال تھا۔ وضو سے فارغ ہو کر بچے کے پاس آکر تبسم سے دیکھ کر فرمایا کہ تم احمدی اب ہوئے۔

معزز ناظرین! طوالت کے خوف سے تبلیغی پہلو کو اکثر جگہ چھوڑ دیتی ہوں۔ مگر اس جگہ اتنا ضرور عرض کرونگی کہ غض بصر کی وجہ سے اب تک حضورؑ کو پتہ نہ لگا۔ والا جب میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوتی تو بچہ ہمیشہ ہی میرے ساتھ ہوتا۔ آج کھلے میدان میں حضور کے آگے پیچھے دوڑتا ہوا نظر آیا۔ تب زیورات کا پتہ لگا۔

* * *

ایکدن بسواری رتھ سیر کو تشریف لے گئے۔ حضرت اقدس و حضرت ام المومنین صاحبہ اور چھوٹی صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم دروازے سے ہی سوار ہوئے۔ باقی مستورات برقعہ پوش رتھ کے ساتھ پیچھے جا رہی تھیں۔ تھوڑی دور جاکر حضور علیہ السلام اتر پڑے اور میرے واسطے فرمایا کہ وہ سوار ہوں۔ میں یہ سمجھ کر کہ حضور کی بڑی صاحبزادی اور بڑی بہو صاحبہ پیدل ہوں اور میں سوار۔ یہ نامناسب سمجھ کر عذر کر دیا۔ نہیں بخوشی پیدل چلتی ہوں۔ حضورؑ نے میری بات سن کر خود ہی فرمایا کہ نہیں آپ سوار ہو جائیں۔ دوبارہ عرض کیا کہ ابھی تھکی نہیں۔ تب حضور نے فرمایا کہ حکم کا مان لینا سعادت ہے۔ تب میں فوراً سوار ہو گئی۔ حضور واپس دولتخانہ پر تشریف لے آئے۔ تھوڑی دور جاکر حضرت ام المومنین صاحبہ اتر پڑیں اور حضور کی صاحبزادی و بہو صاحبہ سوار ہوئیں۔

* * *

ایک دن حضور کا وضو ایک خادمہ کرا رہی تھی۔ جو پانی نیچے گر رہا تھا میں نے ایک چلو اس سے لے کر سردار امیر محمد خان کی آنکھوں پر لگایا۔ کیونکہ اس کی آنکھیں ہمیشہ خراب رہا کرتی تھیں۔ بہت سے علاج کئے۔ حتیٰ کہ جونکیں لگوائیں مگر پوری شفایاب کبھی نہ ہوتی تھیں۔ خدا کے فضل سے اسی دن سے خدا نے شفا بخشی پھر کبھی خراب نہ ہوئیں۔ آئندہ اللہ تعالیٰ کا فضل درکار ہے۔

میں نے جاکر بدھنا (لوٹا) لینا چاہا کہ میں وضو کراؤں۔ وہ انکار کرنے لگی۔ حضورؑ نے فرمایا:۔ "دیدو ہر ایک کے واسطے سعادت ہے" اس نے دیدیا تب میں نے حضور کا وضو کرایا میں ذرا رخصت کا ذکر سنا کر مضمون کو ختم کرتی ہوں۔

ہم کو دارالامان آئے ہفتہ ہوا۔ تب سردار صاحب نے مجھے فرمایا کہ حضرت اقدس مہمانوں کو جلد رخصت نہیں دیا کرتے۔ آج ضرور رخصت کے واسطے عرض کر دینا۔ آخر حضور فرمائیں گے کہ کچھ دن اور ٹھیرو۔ تو دو چار دن اور رہ پڑیں گے۔ چنانچہ رخصت لینے میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اپنی تالیفات کے کام میں مصروف تھے میں نے جاکر سلام عرض کرنے کے بعد رخصت کا نام لیا۔ اور نیز دعا کے واسطے بھی عرض کی تب فرمایا کہ ایسی جلدی کیوں؟ کیا گھر کے واسطے اداس ہو گئے ہو۔ یا کھانے مکان کے متعلق کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ اگر تکلیف ہو تو میں رفع کر سکتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ تکلیف کہاں کی گھر سے بھی زیادہ آرام ہے۔ لیکن پیچھے کچھ مجبوریاں تھیں جو میں نے حضور کی خدمت میں بیان کیں۔ تب حضور نے فرمایا کہ رہو۔ میں ابھی تک آپکا معاملہ سمجھا ہی اچھی طرح نہیں۔ میں دعا کروں گا۔ اگر خدا سے کچھ ظاہر ہوا تو بتا بھی دوں گا اور مہربانی کے لہجہ میں فرمایا کہ دیکھو قسمت سے ملاقات ہوتی ہے۔ نہ مجھے اپنی زندگی پر بھروسہ ہے نہ دوسروں پر۔ آپ دور سے آتے اور اتنا خرچ اور تکلیف کرکے آتے ہو تو مناسب ہے کچھ دن اور رہیں"

(باقی آئندہ)

دنیائے احمدیت

بلاد اسلامیہ عربیہ میں تبلیغ

مولوی اللہ دتا صاحب مبلغ سلسلہ آجکل مصر میں مقیم ہیں۔ مگر ان کی نگرانی میں حیفا اور کبابیر کی جماعتیں پوری ترقی کر رہی ہیں۔ اور وہ ہر قسم کے امتحانوں اور آزمائشوں میں ثابت قدم ثابت ہو رہی ہیں۔ عام مخالفت کے علاوہ ذاتی اور شخصی طور پر بھی نقصان پہنچانے کی سعی کی جا رہی ہے۔ گذشتہ سال جماعت کے ایک معزز رکن کی بیوی کو اس کے رشتہ داروں کے ذریعے ایسا چھینا کہ اب تک واپس نہیں کیا

محکمہ شرعیہ کیطرف سے روک

اس سال محکمہ شرعیہ کی طرف سے ایک خطرناک روک پیدا کی گئی ہے۔ اور وہ یہ کہ احمدی احباب کی شادیوں میں جو غیر احمدی گھرانے میں ہوتی ہیں دقت پیدا کی جاتی ہے چنانچہ ایک دوست کی شادی حکماً رد کر دی گئی اور جب ہمارے مبلغ نے محکمہ شرعیہ کے قاضی سے مل کر سبب دریافت کرنا چاہا تو اسنے بھی ملنے سے انکار کر دیا۔ مگر جماعت کی مضبوطی میں سے اس سے کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ بلکہ وہ ان واقعات سے اور بھی مضبوط ہو رہے ہیں۔

انجمن احمدیہ حیفا کو رجسٹرڈ کرانے کی تجویز۔ چونکہ آئے دن کی مخالفتوں کا سلسلہ جاری ہے اور اندیشہ رہتا ہے کہ ہماری جماعت کے جلسوں کو علماء و مخالفین غیر قانونی قرار دے کر کبھی بند نہ کرا دیں جس کی وہ کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ اسلئے ہمارے مبلغ مولانا اللہ دتا صاحب نے فیصلہ کر لیا ہے کہ انجمن احمدیہ حیفا کو رجسٹرڈ کرا کے ایک قانونی انجمن بنا لیا جائے تاکہ دشمنوں کی شرارتوں سے محفوظ ہو سکیں

البشریٰ مولانا کا رسالہ البشارۃ الاسلامیہ جس نے بہت بڑا تبلیغی کام کیا ہے۔ اور جس نے بڑے بڑے دشمنوں سے داد لی ہے اب تک بے قاعدہ طور پر نکل رہا تھا۔ اب مولوی صاحب نے ارادہ کر لیا ہے کہ اسے مستقل طور پر البشریٰ کے نام سے ماہوار رسالہ کی صورت میں جاری کریں۔ اس رسالہ کا خریدنا ہر عربی خواں احمدی کے لئے فرض ہے۔ مولوی اللہ دتا صاحب نے اس رسالہ کو بغیر کسی خاص مدد کے چلایا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اُن کو ان کی محنت میں کامیاب کر دیا۔

مصر مصر کی جماعت کا جدید انتخاب بھی عمل میں آیا اور اس انتخاب نے عہدہ داروں میں جدید جوش عمل پیدا کر دیا ہے۔ مولوی صاحب نے مصر میں عیسائیت کی رد میں جو مضامین شائع کئے تھے ان کا بہت بڑا اثر ہوا۔ اور اپنی جماعت کے ساتھ بہت سے حلقوں میں ہمدردی کی لہر پیدا کر دی ہے۔

ایک انگریز نو مسلمہ۔ مولانا کی تبلیغ سے گذشتہ دنوں میں ایک یورپین خاتون سلسلہ حقہ میں داخل ہوئی۔ الحمد للہ زاد فزاد

مدرسہ احمدیہ کبابیر۔ کبابیر کا مدرسہ خدا کے فضل سے ترقی کر رہا ہے۔ اور مولوی محمد بخت ولی افغان محنت سے کام کر رہے ہیں۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا تازہ فرمان

حضرت امیر المومنین نے ناظر اعلیٰ کے ذریعے تمام نظار اور عہدے داروں کے نام ایک جدید فرمان جاری فرمایا ہے۔ جو ہر شخص کے لئے مشعل راہ ہے اور بتاتا ہے کہ حضور انور اخلاق کے کس مقام پر جماعت کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگرچہ یہ فرمان نظار اور عہدے داروں کے نام ہے۔ مگر جب جماعت کے اعلیٰ لوگ کسی فرمان میں مخاطب ہوں تو ساری جماعت کے لئے وہ فرمان دستور العمل ہوتا ہے ہم میں سے ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ ان خوبیوں کو پیدا کرے (ایڈیٹر)

"آپ کو اور دیگر ناظروں اور عہدہ داروں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ جب کوئی شخص ملنے یا کام کے لئے آئے۔ ہر کارکن کا فرض ہے کہ وہ کھڑا ہو کر ملے خواہ کام والا چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی خلاف ورزی کرنے والا سزا کا مستوجب سمجھا جائے گا

نیز سب ناظروں اور نائب ناظروں کا فرض ہوگا کہ وہ جب بازاروں اور گلیوں سے گزریں تو حتی الوسع سلام میں تقدم کریں"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک پرانے صحابی کی نظر میں

حضرت محمد خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کپورتھلوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے خادم میں سے تھے یہ نظم اُن کی بیاض میں سے سید عزیز الرحمٰن صاحب بریلوی مہاجر قادیان کے کسی زمانہ میں نقل کی تھی۔ اس نظم سے پتہ چلتا ہے کہ حضور کے پرانے خدام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کس نظر سے دیکھتے تھے۔

الٰہی اس کے سب مقصد بر آئیں
الٰہی اس کی پوری ہوں دعائیں

زمینِ دل پڑی تھی مردہ ساری
تو آیا مثلِ بارانِ بہاری
تری آمد بیاں اللہ نے کر دی
رسولِ پاک نے تیری خبر دی
تو آیا ہے بعینہ انتظاری
دلوں کو لگ رہی تھی بے قراری
ہمیں اسلام کی راہیں بتائیں
ضلالت کی سبھی راہیں مٹائیں
تو ہادی ہے شفیع المذنبیں ہے
تو بے شک رحمۃ للعالمیں ہے
اگر تعریف کچھ تیری بیاں ہو
بیاں ہو گر محمدؐ کی زباں ہو
سُنا ہے حضرت یوسف حسیں تھے
مگر مثلِ محمدؐ وہ نہیں تھے
ولیکن تو مثیلِ مصطفےٰ ہے
کہ گویا پھر محمدؐ آ گیا ہے
ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ
شنیدہ کے بود مانند دیدہ
دکھایا زور وہ تیرے قلم نے
جھکائے سر عرب نے اور عجم نے
فصاحت ہاتھ تیرے چومتی ہے
بلاغت مست ہو ہو جھومتی ہے
بجا جس کے لئے تو نے دعا کی
ہوا برباد جس کو بد دعا دی
دعا کیا ہے تری حکمِ خدا ہے
نہیں ہے بد دعا تیرِ قضا ہے

الٰہی اسکے سب مقصد بر آئیں!
الٰہی اس کی پوری ہوں دعائیں!

ایک پرانے صحابی کی وفات

اور درخواست جنازہ غائب:۔ منشی محمد علی صاحب ریٹائرڈ مدرس و سیکرٹری انجمن احمدیہ تلونڈی موسیٰ خان جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابی اور نہایت مخلص تھے۔ اور جنہوں نے ابتدائی ایام میں حضور علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ مرحوم موصی بھی تھے بن باجوہ اور تلونڈی موسیٰ خان کی جماعتیں آپ کے عمدہ نمونہ اور تبلیغ کا نتیجہ ہیں۔ مورخہ ۳؍۹؍۳۴ کو بہت لمبی علالت کے بعد بقضائے الٰہی اس دار فانی سے رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ۱۹۷ روشن نشان جو کہ ۳۱؍مارچ ۱۸۹۷ء کو بذریعہ شہاب آسمانی پورا ظاہر ہوا تتمہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۹۶ نمبر ۵ میں شاہد ہیں۔ تمام احباب ان کا جنازہ غائب پڑھیں۔ (فضل الٰہی خاں احمدی از تلونڈی موسیٰ خان ضلع گوجرانوالہ

درخواست دعا سید عزیز الرحمٰن صاحب بریلوی مہاجر قادیان سخت علیل ہیں اور کئی ایک دورے پڑ چکے ہیں۔ احباب انکی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

مغل لائن

بمبئی اینڈ پرشیا
سٹیم نیویگیشن کمپنی
لمیٹڈ

حاجیوں کیلئے خاص جہازات

حج مغل لائن کے ذریعہ کرو!

انشاء اللہ تعالیٰ ۱۹۳۵ء کا حج
حج اکبر ہوگا

حاجیوں کا پہلا جہاز اوائل نومبر ۱۹۳۴ء میں جائیگا۔ اسکے بعد تھوڑے وقفے سے جہازات جاتے رہینگے

حاجیوں کے باقاعدہ جہاز بمبئی اور کراچی سے روانہ ہونگے اور کلکتہ سے بھی حاجیوں کے خاص جہاز روانہ ہونگے

رمضان المبارک کا مہینہ حجاز کے مقاماتِ مقدسہ مکہ معظمہ مدینہ منورہ میں بسر کیجئے

ایک نیا جہاز ”اسلامی“

حجاج کیلئے اس سال ایک نیا جہاز ”اسلامی“ نام تیار ہو رہا ہے۔ وہ دسمبر ۱۹۳۴ء میں حاجیوں کی خدمت کیلئے موجود ہوگا جس میں درجہ اوّل کے مسافروں کیلئے کافی گنجائش ہوگی۔ اس کے کمرے نہایت آرام دہ ہونگے۔ جن میں ایک ایک اور دو دو مسافروں کیلئے برتھ ہونگے۔ اور سیر و تفریح کیلئے بہترین ڈیک ہونگے۔ فرسٹ کلاس سیلون اور ڈرائنگ خانے وغیرہ نہایت عمدہ ہونگے۔ اس جہاز کی ایک بہت بڑی خصوصیت یہ بھی ہوگی۔ کہ حاجیوں کے رہنے کے اور ڈیک وغیرہ تھرموٹنگ اصول پر ہوادار بنائے گئے ہیں

اسلئے جلد سے جلد اپنے لئے جگہ ریزرو کرا لیجئے!

ایک بہت بڑا فائدہ!

جو حاجی رمضان سے پہلے جاتے ہیں۔ ان کو جہاز میں نہایت آرام دہ اور کھلی جگہ بآسانی ملتی ہے۔ اور حجاز کے مقاماتِ مقدسہ میں بہت سستی اور بہترین جگہ قیام کے لئے مل جاتی ہے مدینہ منورہ اور طائف میں ہر قسم کی آسانیاں حاصل رہتی ہیں۔ اور

رمضان المبارک کا مہینہ

ان مقدس مقامات میں بسر ہوتا ہے

ہر قسم کے دریافت طلب امور کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں!

ایجنٹ کلکتہ مینجنگ ایجنٹ۔ ٹرنر موریسن کمپنی لمیٹڈ	کراچی ایجنٹ گریہمز ٹریڈنگ کمپنی (انڈیا) لمیٹڈ	بمبئی ٹرنر موریسن کمپنی لمیٹڈ ۱۶۔ بنک سٹریٹ

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل الحکم سٹریٹ قادیان سے شائع ہوا)